خطباتِ ترابی

جلد چہارم

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ۔ لاہور

فہرست

1۔عظمتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان	4
2۔شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	17
3۔شہادت اور شہید کے فضائل	38
4۔عظمت وشان سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	53
5۔حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی شان وعظمت	67
6۔حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سیرت وکردار	86
7۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت وکردار	97
8۔فضائل ومناقب امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	115
9۔فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا	131
10۔جمعۃ المبارک کے فضائل وبرکات	179
11۔نیک اعمال کو برباد کرنے والے گناہ	192
12۔سنت رسول اور جدید سائنسی تحقیق	209
13۔راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت	233
14۔مطالعہ کی فضیلت واہمیت	247
15۔خوابوں کی حقیقت اور اس کا علم	259

عظمتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ بینہ کی آیت نمبر 8 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج ہم اپنی محفل میں ان کا ذکر کریں گے جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کے

بعد کائنات میں سب سے زیادہ فضیلت عطا کی گئی، وہ ہستیاں جنہوں نے ہر ہر قدم پر سید عالم ﷺ کا ساتھ دیا۔ وہ ہستیاں جنہوں نے دین پاک مصطفی ﷺ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ وہ ہستیاں جن کی آنکھیں رات، دن اور صبح و شام محبوب کریم ﷺ کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کیا کرتی تھیں، جس کے سبب انہیں یہ مقام ملا کہ جو ان کو دیکھے وہ جنتی ہو جائے۔ جن کا ایک مد جو خیرات کرنا عام اُمتی کے احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ وہ ہستیاں جن کے صدقے و طفیل آج دین اسلام صحیح سلامت ہمارے پاس پہنچا۔ وہ ہستیاں جنہیں ہدایت یافتہ فرمایا گیا۔ وہ خوش نصیب ہستیاں صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نام آتا ہے تو خود بخود محبوب خدا ﷺ کی یاد دل میں انگڑائی لیتی ہے کیونکہ محبوب کبریا ﷺ کون ہیں؟ ان کا مقام کیا ہے؟ ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ کیسے گزرا؟ ان کے ارشادات کیا ہیں؟ ان کو رب نے کیسا بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ سنت نبوی میں ڈھلا ہوا تھا۔ انہوں نے دین کے تحفظ کے لئے ہر ہر قربانی دی۔ اسلام کا جھنڈا پوری دنیا میں لہرایا حتیٰ کہ آج قرآن مجید جو کہ کتابی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، یہ بھی

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمارے ایمان میں داخل ہیں۔ ان سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان سے عداوت رسول اللہ ﷺ سے عداوت ہے۔ مطلب یہ کہ محبت صحابہ جنت کا راستہ ہے اور بغض صحابہ دوزخ کا راستہ ہے۔

اب آیئے یہ جانتے ہیں کہ صحابی کون ہوتا ہے؟

☆صحابی کون ہے؟

صحابی کے لغوی معنی ساتھی کے ہیں جبکہ شریعت میں صحابی اس خوش نصیب کو کہتے ہیں جس نے ایمان و ہوش کی حالت میں رسول پاک ﷺ کا دیدار کیا یا جسے آقا و مولا ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر ایمان پر اس کا وصال ہوا۔

تمام صحابہ کرام متقی، عادل اور جنتی ہیں اور ان کا ذکر، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر واجب ہے اور کسی بھی صحابی کے ساتھ برا عقیدہ رکھنا بد مذہبی و گمراہی اور جہنم کا مستحق ہونا ہے۔

دنیا کے تمام اولیاء، ابدال، غوث اور قطب بھی جمع ہو جائیں تو کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولا نا علی رضی اللہ عنہ، پھر بقیہ عشرہ مبشرہ اور حسنین کریمین، بدری صحابہ اور احد والے صحابہ، بیعت رضوان والے، بیعت عقبہ والے اور سابقین یعنی وہ صحابہ کرام جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔

☆شان صحابہ قرآن مجید کی روشنی میں:

القرآن: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُم بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيهَا اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (سورۂ توبہ آیت 100)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ باغ جن کے نیچے نہریں بہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے ان صحابہ کی شان بیان فرمائی جنہوں نے اس وقت رسول کریم ﷺ کی دعوت حق قبول کی جبکہ اس دعوت کو قبول کرنا بے شمار مصائب و تکالیف کو دعوت دینا تھا۔ اخلاص و استقلال کے ان پیکروں نے محض رضائے الٰہی کے لئے گھر بار چھوڑے۔ اپنے خونی رشتوں کو فراموش کیا اور حق کی سربلندی کی خاطر اپنی جان تک کی بازی لگادی۔ رب کریم نے ان صحابہ اور ان کے متبعین کو بھی یہ اعزاز عطا فرمایا کہ ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمادیا۔ انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری دی اور اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔ یہ بھی ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور مولا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقین اولین میں سے ہیں۔

☆اب احادیث کی روشنی میں شان صحابہ:

احادیث میں کثرت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان بیان کی گئی ہے جنہیں پڑھ کر ہمارا ایمان تازہ ہو جائے۔

1: ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا (ان کو بھی آگ نہیں

چھوئے گی)

جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

2: مسلم شریف کتاب فضائل الصحابہ میں حدیث نمبر 6362 نقل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی (غیر صحابی) شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک (صحابی) کی ایک مد، بلکہ اس کا بھی آدھا (کوئی اناج خیرات کرنے کے ثواب) کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر صحابی جب اعمال میں صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا تو پھر عام مسلمان اعمال میں اپنے نبی کے برابر کیسے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء اپنی اُمّت سے ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علم کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر اُمّتی مساوی (برابر) ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ مردود اور باطل ہے۔

3: مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ میری اُمّت میں

صحابہ کی مثال نمک کی سی ہے کیونکہ نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔

مطلب یہ کہ جس طرح نمک کی قلیل مقدار کھانے کو درست کر دیتی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود تمام اُمّت کی اصلاح کا ذریعہ ہیں بلکہ کسی ایک صحابی کے وجود مسعود کو مسلمان رحمتوں کے نزول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

☆اصحاب بیعت رضوان کی فضیلت:

ابوداؤد شریف کتاب السنۃ میں حدیث نمبر 1226 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی۔

☆بدری صحابہ کی فضیلت:

ابوداؤد کتاب السنۃ میں حدیث نمبر 1228 نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کو مطلع فرما دیا تھا کہ جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

جاں نثارانِ بدر و احد پہ لاکھوں درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام

☆کسی بھی صحابی سے بغض مت رکھو:

ترمذی شریف ابواب المناقب میں حدیث نمبر 1800 ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو تمہاری شرارت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3888 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے حق میں خدا تعالیٰ کا خوف کرو، انہیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے انہیں محبوب رکھا، میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا، وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے بے شک خدائے رحمن کو ایذا دی جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے۔

کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 28 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام طبرانی، امام حاکم نے عویر ابن ساعدہ سے روایت کیا کہ نبی

پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میری صحبت کے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا۔ ان ہی صحابہ میں سے میرے انصار (مددگار)، وزراء چنے جو انہیں برا کہے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس کے فرائض ونوافل کو بھی قبول نہ فرمائے گا۔

☆ کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 28 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ امام دیلمی علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔

محترم حضرات! تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت ایمان کا جز ہے۔ ہر وہ صحابی جن کو حضور ﷺ سے نسبت حاصل ہے، ہمیں ان سے سچی محبت رکھنی چاہئے اور ان کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی سے بچنا چاہئے۔

جو لوگ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ان پر طعن کرتے ہیں، ان پر بہتان لگاتے ہیں، ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی بھی لعنت ہے۔ وہ لوگ بغض صحابہ کی وجہ سے دنیا میں ذلیل وخوار ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ذرا سوچئے! دشمنان صحابہ کی ان شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی۔ حضور ﷺ کتنے ناراض ہوتے ہوں گے۔ دشمنان صحابہ روزِ محشر کس منہ سے محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کریں گے۔

محترم حضرات! میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح آپ حضور علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی کرنے والوں کی صحبت و دوستی سے بچتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بغض و عداوت اور ان پر طعن کرنے والوں کی بھی صحبت و دوستی سے بچیں کیونکہ اگر ہم صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھیں گے تو اس سے صحابہ کرام کو کتنی تکلیف ہوگی اور روزِ محشر انہوں نے ہمیں پکڑ کر پوچھ لیا کہ ہم سے محبت کا دعویدار تھا اور ہمارے دشمنوں سے دوستی سے رکھتا تھا؟ اس وقت ہم کیا جواب دیں گے؟

محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ سے ملنے پولیس کا اعلیٰ افسر آیا اور جب ہاتھ ملانے کے لئے آگے بڑھایا تو محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ نے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا۔ دراصل وہ پولیس افسر رافضی تھا۔ جب محدث اعظم پاکستان نے ہاتھ نہ ملایا تو غصے میں آ کر کہنے لگا۔ مولوی صاحب! مجھ سے ہاتھ ملانے کے لئے لوگ

دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور آج میں خود چل کر آپ کے پاس آیا ہوں تو آپ ہاتھ کیوں نہیں ملا رہے ہے۔ یہ سن کر محدث اعظم پاکستان فرمانے لگے کہ اگر میں نے تجھ سے ہاتھ ملا لیا تو قیامت کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دوں گا؟ اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ سردار احمد! اپنے آپ کو ہمارا ماننے والا کہتا تھا اور ہمارے دشمنوں سے ہاتھ ملاتا تھا تو میں ان کو کیا جواب دوں گا؟

یہ ہمارے اکابر تھے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے محبت کرتے تھے اور اگر عداوت بھی رکھتے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کا ذکر باقی ہے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلنے والے بن جائیں۔ ہم اہلسنت کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی محبت بھی ہمارے سینوں میں ہے اور ائمہ اربعہ اور تمام اولیاء اللہ کی محبتوں سے ہمارا سینہ سرشار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی ہستیوں کی محبت میں زندہ رکھے اور اسی میں موت عطا فرمائے اور ان کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شانِ امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورہ یونس آیت نمبر 64 کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی اس بابرکت محفل میں ہم ایک ایسی ہستی کا تعارف اور ان کے فضائل ومناقب بیان کریں گے۔ جن کا ذکر بہت کم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے انہیں بہت شان وعظمت سے نوازا ہے۔ کوئی ان کو

کاتب وحی کہتا ہے، کوئی ان کو رازدار رسول کہتا ہے۔ کوئی ان کو مومنوں کے ماموں جان کہتا ہے، کوئی ان کو عادل بادشاہ کہتا ہے، کوئی ان کو کریم کہتا ہے تو کوئی امیر المومنین کہتا ہے۔

میری مراد مشہور صحابئ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آیئے آپ کے متعلق کچھ ایسی معلومات جسے سن کر ہمارا ایمان تازہ ہو جائے، بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆نام، لقب اور کنیت:

آپ کا اصل نام ''معاویہ'' ہے۔ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری کتاب العلم جلد دوم صفحہ نمبر 69 پر فرماتے ہیں کہ ''معاویہ'' نام کے بیس سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ لغت میں معاویہ کے کئی معنی ہیں جن میں دو معنی ''بہادر'' اور ''بلند آواز'' ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ اگر کسی کا نام معنی درست نہ ہوتا تو آپ وہ نام تبدیل فرمادیتے مگر معاویہ وہ نام ہے جو نبی پاک ﷺ کی زبان حق ترجمان سے کئی مرتبہ ادا ہوا۔ اسی نام سے پکار کر نبی پاک ﷺ نے آپ کو دعا سے نوازا اور آپ کا نام تبدیل نہ فرمایا۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔آپ کا لقب ناصرلدین اللہ (اللہ کے دین کے مددگار) اور ناصرلحق اللہ (اللہ کے حق کے مددگار) ہے (تاریخ الخمیس، جلد 2،ص 291)

☆ولادت:

الاصابہ جلد 6 صفحہ نمبر 120 پر امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔حضرت امیر معاویہ کی ولادت ظہور نبوت سے پانچ سال قبل تقریبا 604 میں ہوئی۔

☆سلسلۂ نسب:

آپ کا سلسلۂ نسب والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور ﷺ سے مل جاتا ہے لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نسبی لحاظ سے حضور ﷺ کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔

☆قبول اسلام:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب امیر معاویہ کے صفحہ نمبر 41 پر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن 7 ہجری میں اسلام لائے مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔

☆والدین کا تعارف اور قبول اسلام

زرقانی شریف جلد دوم صفحہ نمبر 440 پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ (8 ہجری) بمطابق (629ء) کے روز سید دو عالم ﷺ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ نمبر 469 پر ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوسفیان ﷺ کے گھر کو ''دارالامان'' یعنی امن کا گھر قرار دے کر آپ رضی اللہ عنہ کو خصوصی امتیاز سے نوازا۔

مسلم کتاب المناقب حدیث نمبر 168 پر ہے کہ ایک موقع پر حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میری تین باتیں قبول فرمائیے۔ پہلی بات میری بیٹی ام حبیبہ کا نکاح آپ سے کرتا ہوں۔ دوسری بات معاویہ کو اپنا کاتب بنالیجئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مجھے لشکر کا امیر مقرر فرمادیجئے تاکہ میں کفار سے ایسے لڑوں جیسے مسلمانوں سے لڑتا تھا۔

نبی پاک ﷺ نے ہر سوال پر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔

☆حضرت ہند رضی اللہ عنہا کی

رسول اللہ ﷺ سے محبت:

حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے بھی قبول اسلام کے بعد اپنی تمام تر کوششیں دین اسلام کی سربلندی میں صرف فرمائیں۔ آپ بھی صحابیات کی مبارک صف میں شامل ہو گئیں اور حضور ﷺ کو سارے جہاں سے بڑھ کر چاہنے لگیں۔

بخاری شریف میں حدیث نمبر 3825 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا، نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! اسلام لانے سے قبل روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والوں کا رسوا ہونا مجھے محبوب نہ تھا مگر اب حال یہ ہے کہ روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والوں کا عزت دار ہونا مجھے پسند نہیں۔

تاریخ ابن عساکر جلد نمبر 70 صفحہ نمبر 184 پر نقل ہے کہ جب حضرت ہند رضی اللہ عنہا اسلام لائیں تو اپنی خادمہ کے ہاتھ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بکری کے دو بھنے ہوئے بچے بطور ہدیہ بھیجے۔

اس وقت حضور ﷺ وادیٔ ابطح میں جلوہ گر تھے۔ خادمہ آپ ﷺ کے خیمہ کے قریب پہنچی۔ سلام عرض کیا اور خیمہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب

کی۔ اجازت ملنے پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو اس وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ام سلمہ، حضرت میمونہ اور بنو عبد المطلب کی بعض خواتین بھی حاضر تھیں۔

خادمہ نے عرض کیا کہ میری مالکہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے یہ ہدیہ آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اور انہوں نے آپ سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کی ہے کہ ان دنوں ہماری بکریوں نے تھوڑے بچے جنے ہیں (ورنہ آپ کی شان کے لائق ہدیہ بھیجا جاتا، بہرحال یہ معمولی ہدیہ حاضر خدمت ہے) سید عالم ﷺ نے حضرت ہند کو دعا سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں میں برکت فرمائے اور ان میں اضافہ فرمائے۔ اس کے بعد وہ خادمہ اپنی مالکہ حضرت ہند کے پاس واپس آئی اور بارگاہ رسالت سے ملنے والی دعا کی خبر سنائی۔ حضرت ہند دعائیہ کلمات کو سن کر نہایت خوش ہوئیں۔ ان کی خادمہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد ہماری بکریوں کی تعداد میں ایسی کثرت اور زیادتی ہوئی جو اس سے قبل ہم نے نہ دیکھی تھی۔ حضرت ہند فرماتی تھیں۔ یہ نبی پاک ﷺ کی دعائے برکت کا نتیجہ ہے اور یہ فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والدین پکے سچے مومن اور مرتبۂ صحابیت پر فائز تھے۔ ان کی تعظیم و تکریم ہمارے ایمان میں داخل ہے اور

ان کی بے ادبی اور گستاخی دوزخ کا راستہ ہے۔

☆حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صورت وسیرت:

البدایہ والنہایہ جلد 5 صفحہ نمبر 223 پر نقل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قامت تھے۔ آپ کا رنگ سفید، خوبصورت اور شخصیت رعب دار تھی۔ سر اور داڑھی میں مہندی لگایا کرتے تھے۔ جس کے رنگ کے سبب آپ کی داڑھی سونے کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

☆سرکار ﷺ سے سسرالی رشتہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے حقیقی سالے ہیں کیونکہ آپ کی حقیقی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سرور کونین ﷺ کی زوجہ ہیں۔ مثنوی شریف میں مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کی زوجہ اور مومنوں کی ماں ہیں اور حضرت امیر معاویہ ان کے حقیقی بھائی ہیں لہذا آپ تمام مومنوں کے ماموں جان ہیں۔

☆احادیث کی روشنی میں

فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

1: تاریخ ابن عساکر جلد 59 صفحہ نمبر 89 پر نقل ہے کہ حضرت ابوالدرداء

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ ایک دن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چارپائی پر سو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے فرمایا۔ یہ کون ہے؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یہ میرے بھائی معاویہ ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا تم ان سے محبت کرتی ہو؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یقینا میں ان سے محبت کرتی ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ان سے محبت کرو، بے شک میں معاویہ سے محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت کرے اور جبریل و میکائیل بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اے ام حبیبہ! اللہ تعالیٰ جبریل و میکائیل سے بھی بڑھ کر معاویہ سے محبت فرماتا ہے۔

2: ریاض النضرہ باب ثانی جلد اول صفحہ نمبر 36 پر حدیث شریف نقل ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرورِ کونین ﷺ نے عشرہ مبشرہ کے فضائل بیان فرمائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی یوں ذکر فرمایا۔ معاویہ بن ابی سفیان میرے رازداروں میں سے ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی، وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا، ہلاک ہو گیا۔

3: مسند الفردوس باب الیاء جلد 5 صفحہ نمبر 393 پر حدیث نمبر 8530

نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ایک دن سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ابھی تمہارے درمیان ایک شخص آئے گا، وہ جنتی ہے (اتنے میں) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔سرکار ﷺ نے فرمایا۔معاویہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو پھر آپ نے دو انگلیاں (درمیانی اور اس کے ساتھ والی) ملا کر فرمایا۔تم جنت کے دروازے پر میرے ساتھ اس طرح ہوگے۔

4: تاریخ ابن عساکر جلد 59 صفحہ نمبر 92 پر حدیث نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔اللہ تعالیٰ بروز قیامت (آپ کے بھائی) معاویہ کو اس طرح اٹھائے گا کہ ان پر نور کی چادر ہوگی۔

5: تاریخ ابن عساکر جلد 59 صفحہ نمبر 90 پر حدیث نقل ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔اے معاویہ جو تیری فضیلت میں شک کرے، وہ قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ اس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔

6: طبرانی معجم الاوسط جلد اول صفحہ نمبر 497 پر حدیث نمبر 1838 نقل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ گر تھے۔کسی نے دروازے پر دستک دی۔حضور ﷺ نے

فرمایا دیکھو کون ہے؟ عرض کی' معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہیں بلالو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے کان پر قلم رکھا ہوا تھا جس سے آپ کتابت فرمایا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ! تمہارے کان پر قلم کیسا ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں اس قلم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے تیار رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری خواہش ہے کہ تم صرف وحی کی کتابت کیا کرو اور میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہی کرتا ہوں۔ تم کیسا محسوس کرو گے جب اللہ تمہیں پوشاک پہنائے گا؟ یعنی خلافت عطا فرمائے گا۔ (یہ بات سن کر) حضرت ام حبیبہ اٹھیں اور حضور ﷺ کے روبرو بیٹھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ میرے بھائی کو خلافت عطا فرمائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لیکن اس میں آزمائش ہے۔ آزمائش ہے، آزمائش ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان کے لئے دعا فرما دیجئے۔ نبی پاک ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت پر ثابت قدمی عطا فرما۔ انہیں ہلاکت سے محفوظ فرما اور دنیا و آخرت میں ان کی

مغفرت فرما۔

☆ آپ کو لکھنا محبوب خدا ﷺ نے سکھایا:

کتاب الشفاء جلد اول صفحہ نمبر 357 پر نقل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نبی پاک ﷺ کے سامنے لکھ رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: دوات میں صوف (کپڑا) ڈالو اور قلم کو ٹیڑھا کاٹو اور ''بسم اللہ'' کی 'ب'' کھڑی لکھو اور ''س'' کے دندانے جدا جدا رکھو اور ''میم'' کے دائرے کو بند نہ کرو اور اسم ''اللہ'' خوبصورت لکھو، لفظ ''رحمن'' بھی واضح اور خوبصورت لکھو اور لفظ ''رحیم'' بھی عمدہ اور اچھا لکھو۔

☆ شیطان نے نماز کے لئے جگایا:

مثنوی معنوی مع شرح بحر العلوم دفتر دوم صفحہ نمبر 328 پر علامہ جلال الدین رومی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک روز آپ رضی اللہ عنہ کے محل میں داخل ہو کر کسی نے آپ کو فجر کے لئے بیدار کیا تو آپ نے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ اور کس کے لئے تو نے مجھے جگایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ اے امیر معاویہ! میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا اے شیطان! تیرا کام تو انسان سے گناہ کروانا ہے اور تو نے مجھے نماز کے لئے جگا کر مجھے نیک عمل کرنے کا موقع

دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو شیطان حیلوں بہانوں سے بات ٹالنے لگا، کبھی اپنے نیک ہونے کا دعویٰ کرتا اور کبھی کہتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر لی ہے۔ کبھی کہتا کہ میں نیکی کی دعوت دینا پسند کرتا ہوں تو کبھی کہتا کہ میں تو ہمیشہ سے ہی نیک ہوں، مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑے رکھا اور جب تک حقیقت حال سے آگاہ نہ ہوئے، نہ چھوڑا۔ بالاخر اس مردود نے بتاہی دیا کہ اے امیر المومنین! میں جانتا ہوں کہ اگر سوتے رہنے میں آپ کی نماز فجر قضا ہو جاتی تو آپ خوف خدا سے اس قدر روتے اور اس کثرت سے توبہ و استغفار کرتے کہ خدا کی رحمت کو آپ کی بے قراری و گریہ وزاری پر رحم آ جاتا اور وہ آپ کی قضاء نماز قبول فرما کر ادا نماز سے ہزاروں گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرما دیتا چونکہ مجھے خدا کے نیک بندوں سے بغض و حسد ہے، اس لئے میں نے آپ کو جگا دیا تا کہ آپ کو زیادہ ثواب نہ مل سکے۔

☆ اصلاح کرنے والے کو تخت پر بٹھایا:

طبرانی شریف اور مسند ابو یعلیٰ میں یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت ابو قبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر چڑھے اور

اپنے خطبہ میں فرمایا۔ یہ (اجتماعی) مال ہمارا ہے اور خراج کا مال اور مال غنیمت ہمارا ہے، جسے چاہیں گے، دیں گے، جسے چاہیں گے، نہیں دیں گے، اس پر کسی نے کچھ نہیں کہا۔

اگلے جمعہ کو بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پھر یہی بات کہی، اس پر بھی کسی نے کچھ نہیں کہا۔

جب تیسرا جمعہ آیا تو پھر انہوں نے (خطبہ میں) یہی بات کہی تو حاضرین مسجد میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہرگز نہیں۔ یہ (اجتماعی) مال ہمارا ہے اور یہ خراج کا مال اور مال غنیمت بھی ہمارا ہے لہذا جو ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوگا، ہم اپنی تلواروں سے اس کو اللہ کے فیصلہ کی طرف لے جائیں گے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (منبر سے) نیچے اتر آئے اور اس آدمی کو بلانے کے لئے پیغام بھیجا (اور جب وہ آ گیا تو) اسے اندر بلالیا۔ لوگ کہنے لگے۔ یہ آدمی تو ہلاک ہوگیا۔ پھر لوگ اندر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ آدمی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ اس آدمی نے مجھے زندہ کر دیا۔ اللہ اسے زندہ رکھے، میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد

ایسے امیر ہوں گے کہ اگر وہ کوئی (غلط) بات کہیں گے تو کوئی ان کی تردید نہ کر سکے گا۔ وہ آگ میں ایک دوسرے پر ایسے اندھا دھند گریں گے جیسے (کسی درخت کے اوپر سے) بندر ایک دوسرے پر چھلانگ لگاتے ہیں، چنانچہ میں نے پہلے جمعہ کو یہ (غلط) بات (جان بوجھ کر) کہی تھی۔ کسی نے میری تردید نہیں کی۔ جس سے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میں (آگ میں گرنے والے) ان امیروں میں سے نہ ہوں۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں تو ضرور ان ہی امیروں میں سے ہوں، پھر میں نے تیسرے جمعہ کو وہی بات تیسری مرتبہ کہی تو اس آدمی نے کھڑے ہو کر میری تردید کی۔ اس طرح اس نے مجھے زندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے۔

محترم حضرات! یہ شان ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کہ سرعام آپ کی غلطی کی نشاندہی کرنے والے کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور موجودہ حکمرانوں میں سے کوئی ہوتا تو قتل کروا دیتا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے کس قدر ڈرتے تھے کہ آپ جان بوجھ کر یہ بات کہہ کر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کہیں میرا شمار دوزخ میں گرنے والے امیروں میں تو نہیں؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار جنتی حضرات میں ہوتا

ہے۔

☆ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہلبیت اطہار سے محبت:

1: صواعق محرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن عسا کر نے روایت کی کہ جنگ (صفین) کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کہا۔ مجھے کچھ روپیہ کی ضرورت ہے، آپ دیجئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ابھی نہیں ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا بڑا احترام کیا اور ایک لاکھ نذرانہ پیش کیا۔

2: طبقات ابن سعد جلد 6 ص 409 پر نقل ہے کہ حضرت محمد بن ابو یعقوب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرماتے تو مرحباً و اہلاً یا بن رسول اللہ یعنی خوش آمدید اے ابن رسول اللہ کہتے ہوئے ان کا استقبال فرماتے اور حضرت امام

حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں تین لاکھ درہم پیش کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔
اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے بھی تین لاکھ درہم پیش کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔

3: تاریخ ابن عساکر جلد 14 صفحہ نمبر 206 پر نقل ہے کہ حضرت علامہ ابوالقاسم علی بن حسن شافعی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرض وصال میں اپنے بیٹے یزید کو بلا کر وصیتیں کی تھیں۔ ان میں ایک وصیت یہ تھی کہ نواسہ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ پر احسان ومروت کی نظر رکھنا کیونکہ وہ لوگوں میں بہت مقبول ہیں۔ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان سے نرمی کرنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

محترم حضرات! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اہلبیت اطہار سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ان کی مالی مدد بھی فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ آخری وقت میں اپنے بیٹے یزید کو وصیت بھی کی کہ نواسہ رسول پر احسان ومروت کی نظر رکھنا۔ اب والد کی وصیت ونصیحت کے باوجود بیٹا ان کے انتقال کے بعد ظلم وستم کا بازار گرم کرے تو اس میں والد ماجد کا کیا قصور؟

☆ تبرکات رسول سے امیر معاویہ کی محبت:

تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 185 پر نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی

علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کا کرتا، ایک تہبند، ایک چادر اور چند موئے مبارک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مقدس کپڑوں میں مجھے کفن دیا جائے اور ناخن شریف وموئے مبارک میرے منہ اور ناک پر رکھ دیئے جائیں اور میرے سینے پر پھیلا دیئے جائیں اور پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دیا جائے۔

محترم حضرات! صحابہ کرام علیہم الرضوان! اپنے آقا ومولا ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا کس قدر احترام کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان تبرکات کو اپنی بخشش کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

☆وصال کے وقت عاجزی:

لباب الاحیاء صفحہ نمبر 352 پر نقل ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے بٹھاؤ۔ جب آپ کو بٹھایا گیا تو آپ اللہ کا ذکر وتسبیح کرنے لگے پھر روتے ہوئے (اپنے آپ سے) فرمایا۔ اے معاویہ! اب بڑھاپے اور کمزوری کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر یاد آیا۔ اس وقت کیوں یاد نہ آیا۔ جب جوانی کی شاخ تروتازہ تھی۔ یہ کہنے کے بعد آپ اس قدر روئے کہ آپ کی آواز بلند ہوگئی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے۔

اے میرے رب! اس گناہ گار سخت دل بوڑھے پر رحم فرما۔ اے اللہ! میری لغزش سے درگزر فرما۔ میری خطا معاف فرما اور اپنے حلم و بردباری سے اس بندے کو اپنی طرف لوٹا جو تیرے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھتا اور نہ ہی تیرے سوا کسی پر بھروسہ رکھتا ہے۔

عزیزان گرامی! یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے ساری زندگی اطاعت الٰہی، اطاعت رسول اور اسلام کی سربلندی میں گزاری مگر وصال کے وقت کتنی عاجزی فرمارہے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔ کچھ نہیں کیا۔ یہ ہماری تعلیمات کے لئے ہے کہ تم بھی اپنی زندگی کو غنیمت جان کر اپنے رب کو راضی کرلو۔

☆وصال مبارک:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال 4 رجب المرجب 60ھ بروز جمعرات ملک شام کے مشہور شہر دمشق میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر 78 برس تھی۔

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ آپ کی نماز جنازہ صحابی رسول حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ دمشق میں باب الصغیر کے پاس آپ کا مزار پرانوار ہے۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حکومت معاویہ کو برا نہ سمجھو:

دلائل النبوہ للبیہقی جلد 6 صفحہ نمبر 466 پر نقل ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین سے واپسی پر فرمایا۔ امیر معاویہ کی حکومت کو برا نہ سمجھو۔ اللہ کی قسم! جب وہ نہیں ہوں گے تو سر کٹ کٹ کر اندرائن کے پھلوں کی طرح زمین پر گریں گے۔

☆امیر معاویہ پر طعن کرنے والا:

نسیم الریاض جلد 4 صفحہ نمبر 525 پر حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے، وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

☆افضلیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

کتاب امیر معاویہ صفحہ نمبر 37 پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے مشہور محدث حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

گھوڑے کی ناک کا غبار جو سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا، وہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔ کیوں نہ ہو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کے مزار پرانوار پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور ہمیں ان کی محبت میں زندہ رکھے اور انہی کی محبت میں موت دے اور گستاخان صحابہ کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شہادت اور
شہید کے فضائل

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 154 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آج کی اس بابرکت محفل میں ہم شہادت اور شہید کی

فضیلت بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔شہید کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔انہیں شہادت کے بعد ابدی زندگی اور رزق سے نوازا جاتا ہے۔ہمیں انہیں مردہ کہنے اور مردہ گمان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔پہلے زبان پر پابندی لگائی گئی کہ شہید کو مردہ نہ کہو۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۚ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ:اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں،انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

اس کے بعد شہید کو مردہ گمان کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔

القرآن: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (سورۂ آل عمران،آیت169)

ترجمہ:اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے،ہر گز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں،روزی پاتے ہیں۔

☆ شہید کی تعریف:

بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ نمبر 209 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں کہ شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم آلۂ جارح سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور کوئی دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔

☆شہید کا معنی:

شہادت بمعنیٰ گواہی یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے، اسے گواہی کا منصب ملتا ہے۔

1۔شہید بوقت شہادت رب تعالیٰ کا دیدار کرتا ہے تو اس کا گواہ بن جاتا ہے۔

2۔شہید بوقت شہادت اپنا اجر و ثواب دیکھ رہا ہوتا ہے، تو اس کا گواہ بن جاتا ہے۔

3۔شہید بوقت شہادت جنت میں اپنا مقام دیکھ رہا ہوتا ہے تو اس مقام کا گواہ بن جاتا ہے۔

4۔شہید بوقت شہادت اپنے خون کا قطرہ قبولیت کے مقام پر دیکھ رہا ہوتا ہے تو اس مقام کا گواہ بن جاتا ہے۔

☆شہید کی دو اقسام ہیں:

1۔شہید حقیقی

شہید حقیقی وہ ہے جس کو ظلماً قتل کیا گیا۔

شہید حکمی:

جو ظلماً قتل نہ کیا گیا ہو، مگر قیامت کے دن شہیدوں کے حکم میں اٹھایا جائے گا وہ شہید حکمی ہے۔شہید حکمی کے متعلق مؤطا امام مالک میں حدیث نمبر 563 ہے جو طاعون میں مرا، ڈوب کر مرا، پیٹ کی بیماری میں مرا، ذات الجنب، جل کر مرا، جس پر دیوار گرے (جس سے اس کا انتقال ہوا) اور عورت کے بچہ ہونے یا کنوارے پن میں مر جائے (شہید حکمی ہیں)

☆ شہید حکمی کی مزید فہرست بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ نمبر 208 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔سل کی بیماری، سواری سے گر کر، مرگی میں، بخار میں، مال و جان، اہل یا کسی کے حق کو بچانے میں قتل کیا گیا، کسی درندے نے پھاڑ کھایا، کسی بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا مارا اور مر گیا۔موذی جانور کے کاٹنے، علم دین کی طلب میں مرا، موذن کہ طلب ثواب کے لئے اذان کہتا ہو اور اپنے بال بچوں کے لئے حلال کمائی کی کوشش کرے۔

☆ شہید کی فضیلت احادیث کی روشنی میں سماعت فرمائیں

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب فضائل جہاد میں حدیث نمبر 1663 نقل ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں چھ انعامات ہیں۔

1۔ اس کے بدن سے خون نکلتے ہی اس کی بخشش کردی جاتی ہے۔

2۔ جنت میں وہ اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے اور اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کردیا جاتا ہے۔

3۔ حوروں سے اس کا نکاح کرادیا جاتا ہے۔

4۔ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

5۔ قیامت کی ہولناکی سے امن میں رہتا ہے۔

6۔ اس کے سر پر یاقوت کا تاج عزت پہنایا جاتا ہے۔ جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔

بہتر (72) حوروں سے اس کا نکاح کرادیا جاتا ہے اور یہ کہ اس کے اقرباء سے ستر (70) کے حق میں اسے شفیع (شفاعت کرنے والا) بنایا جائے گا۔

☆ راہ خدا میں جان دینے کی لذت:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی مستدرک کے کتاب الجہاد میں حدیث نمبر 2452 نقل فرماتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا تو رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا ''تو نے اپنے مسکن کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا، سب سے بہتر...... پھر رب تعالیٰ فرمائے گا، کچھ اور مانگ؟ کوئی تمنا کر؟ وہ عرض کرے گا، میں کیا مانگوں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ پھر وہ شہادت کی فضیلت دیکھتے ہوئے عرض کرے گا۔بس! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ مجھے تیری راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جولذت جومزہ راہ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کرنے میں ہے، وہ مزہ کسی دوسری شے میں نہیں ہے۔

ایک دوسری حدیث جس کو امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں حدیث نمبر 1998 نقل فرمایا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن پر خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آ کر بھیڑ کر دے گی۔ پوچھا جائے گا؟ یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا، یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔

☆حیات شہداء کی کیفیت:

شہداء کی حیات حقیقی ہے اور جسم اور روح کے ساتھ ہے لیکن ہم اس زندگی میں اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس کا استدلال اس آیت سے ہے عِندَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُونَ انہیں ان کے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے۔ نیز صرف روحانی حیات میں شہداء کی کوئی تخصیص نہیں ہے کیونکہ یہ حیات تو عام مسلمانوں کو بھی مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے، پھر ان کا دوسروں سے کیا امتیاز ہوگا؟

شہداء کے اجسام شہادت کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام زندہ رکھتا ہے اور گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتا ہے اور شہادت کے بعد بھی ان کے اجسام حتیٰ کہ ان کے کفن بھی تر و تازہ رہتے ہیں اور ان کے زخم بھی اسی طرح خون آلود رہتے ہیں۔

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقات جلد چہارم صفحہ نمبر 72 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں لکھتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمرو بن الجموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہما ان دونوں کی قبروں تک سیلاب کا پانی پہنچ گیا تھا۔ یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے

اور ایک قبر میں مدفون تھے۔ ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جاسکے۔ جب ان کی قبر کو کھولا گیا تو ان کے اجسام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کل ہی شہید ہوئے ہوں۔ ان میں سے ایک زخمی تھے اور تدفین کے وقت ان کا ہاتھ زخمی تھا اور جب قبر کھولی گئی تو بھی اسی طرح ہاتھ زخمی تھا۔ جب ان کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو پھر زخم تروتازہ ہوگیا۔ ان دو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تدفین کے 46 برس بعد قبر میں ان کا یہ عالم تھا۔

محترم حضرات! ذرا غور تو کیجئے وصال کے بعد جن کے غلاموں کی حیات کا یہ عالم ہو تو ان کے آقا و مولا ﷺ کی حیات کا کیا عالم ہوگا۔

شہید کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سات درجات نصیب ہوتے ہیں چنانچہ مسند امام زید میں حدیث نمبر 675 نقل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شہید کو سات درجات ملیں گے۔ ان میں سب سے پہلا درجہ یہ ہوگا کہ وہ جنت میں اپنے مقام کو اپنی روح نکلنے سے پہلے دیکھ لے گا اور روح کا نکلنا اس کے لئے آسان ہوگا۔

دوسرا یہ کہ جنت کی حوروں سے تعلق رکھنے والی اس کی بیوی اس کے سامنے آئے گی اور یہ کہے گی۔ اے اللہ کے دوست تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے گھر والوں کے

پاس ہے۔

تیسرا یہ کہ جب ان کی جان نکلے گی، اس کے جنت کے خادم اس کے پاس آئیں گے اور وہ اس کو غسل دیں گے۔ اس کو کفن دیں گے اور اسے جنت کی خوشبو لگائیں گے۔

چوتھا یہ کہ کسی بھی مسلمان کی جان اتنی آسانی سے نہیں نکلتی، جتنی کہ شہید کی جان آسانی سے نکلتی ہے۔

پانچواں یہ کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا تو اس کے زخموں میں سے مشک کی خوشبو نکل رہی ہوگی اور قیامت کے دن شہید لوگ اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

چھٹا یہ کہ رحمن کریم کے عرش کے قریب قدر و منزلت کے اعتبار سے شہداء سے زیادہ اور کوئی نہیں ہوگا۔

ساتواں یہ کہ لوگ ہر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جائیں گے اور یہ کہ جب یہ واپس آئیں گے تو کہا جائے گا یہ رحمن کریم کے ملاقاتی ہیں۔

☆ شہید کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1674 ہے کہ حضرت فضالہ بن عبید رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے مرنے والے کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

☆محبوب خدا ﷺ کی شہادت کی خواہش:

بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں کتب میں یہ حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

سبحان اللہ! محترم حضرات! نبیوں کے سلطان ﷺ جیسی عظیم ہستی تمنا کر رہی ہے کہ مولا! میں تیری راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمانا یہ ثابت کر رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ شہادت کی خواہش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ خواہش رکھیں اور ان کا رب ان کی خواہش کو پورا نہ فرمائے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی خواہش کو اس طرح پورا کیا۔

محبوب ﷺ خواہش رکھیں اور ان کا رب ان کی خواہش کو پورا نہ فرمائے۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی خواہش کو اس طرح پورا کیا۔

بخاری شریف کتاب المغازی میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس مرض میں آپ ﷺ نے وفات پائی، اس مرض میں فرماتے تھے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! وہ زہر آلود کھانا جو میں نے خیبر میں کھایا تھا، اس کا درد میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں۔ اس وقت میں اس زہر کے سبب اپنی رگ جان کو کٹتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔

محدثین فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ کا وصال اس زہر کے سبب ہوا جو خیبر کے موقع پر یہودیہ عورت نے دیا تھا۔ یوں منصب شہادت نے حضور ﷺ کے قدموں کو چوما لہٰذا حضور ﷺ بھی شہید ہیں۔

محترم حضرات! آج ہمارے دلوں میں جذبۂ جہاد سرد پڑ گیا۔ شہادت حاصل کرنے کا جو جذبہ ہمارے اسلاف کے دلوں میں ہوا کرتا تھا، اب وہ جذبہ ہم میں نہیں رہا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دنیا کی محبت ہمارے دلوں میں گھر کر گئی۔ ہم مال و دولت، جاہ و حشمت، والدین، بیوی، بچوں اور خوبصورت مکانات کی محبت میں گم ہو گئے۔ ہم نے اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے مگر ہمارے اسلاف نے

ہمیشہ اسلام کی سربلندی اور شہادت کا منصب حاصل کرنے کے لئے اپنے مال و دولت، جاہ و حشمت، والدین، بیوی، بچے اور خوبصورت مکانات حتیٰ کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔ ادھر منادی ندا دیتا، کون ہے جو جہاد پر نکلے۔ ادھر دوسرے لمحے اپنا سب کچھ چھوڑ کر جان قربان کرنے کے لئے گھروں سے نکل جایا کرتے تھے۔ آج اگر ہمارے دل میں بھی وہ جذبہ بیدار ہوجائے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت مسلمانوں کو زیر نہیں کرسکتی۔

آج جو مسلمانوں کا رعب و دبدبہ کم ہوگیا، اس کی بنیادی وجہ جذبۂ جہاد کا سرد ہونا ہے۔ اگر ہم میں پھر بیداری پیدا ہوجائے تو یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا جس کو ڈاکٹر اقبال نے بھی اپنے کلام میں کہا۔

فضائے بدر کر پیدا فرشتے تیری نصرت کو
اتریں گے آسمانوں سے قطار اب بھی

آج بھی اگر بدر والوں کا سا جذبہ بیدار ہوجائے تو یقیناً ملائکہ ہماری نصرت کو نازل ہوں گے مگر افسوس کہ وہ جذبہ کہاں سے لائیں، اگر ہمیں پرچم اسلام کو عروج پر دیکھنا ہے تو جذبۂ جہاد بیدار کرنا ہوگا۔

☆ شہادت کے وقت شہید کی تکلیف:

شہید بوقت شہادت آپ کو بظاہر تڑپتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے مگر حدیث شریف میں شہید کی اس تکلیف کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1722 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: شہید کو بوقت شہادت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے، جتنی تمہیں مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

سبحان اللہ! یہ تو تکلیف کی بات ہے۔ باقی بوقت شہادت مومن جو لذتیں پاتا ہے، ان لذتوں کا تو کوئی بیان نہیں ہے۔

☆ شہادت کی آرزو پر بھی مرتبہ شہادت:

آپ جانتے ہیں کہ ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید نہیں ہوسکتا مگر دل میں آرزو ضرور رکھنی چاہئے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ہمیں ایسا طریقہ بتایا جس پر عمل کرکے ہر مسلمان شہید کا ثواب پاسکتا ہے۔

چنانچہ مسلم شریف کتاب الامارۃ میں حدیث نمبر 4815 میں ہے کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت کے حصول کا سوال کرے، اللہ تعالیٰ

اسے شہداء کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔ اگر چہ اس شخص کا انتقال اپنے بستر پر ہو۔

محترم حضرات! میرا مشورہ تو آپ کی خدمت میں یہ ہے کہ جب بھی دعا کریں تو شہادت کے حصول کی دعا کریں کہ اے اللہ! مجھے مدینہ پاک میں ایمان کے ساتھ جلوۂ محبوب ﷺ میں شہادت کی موت عطا فرما۔

اگر دعا مانگنے والا شہید نہ بھی ہوا اور شہادت کی خواہش اور دعا کرتا رہا تو بھی اس کو شہید کا سا اجر و ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ دل کو جذبۂ جہاد سے سرشار رکھنا چاہئے اور شہادت کی آرزو کو اپنے دل میں بساتے ہوئے دعا کرتے رہنے چاہئے تا کہ فضیلت اور برکت حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذبۂ جہاد سے مالا مال فرمائے اور شہادت کا منصب عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

عظمت وشان سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْن وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 121 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم

تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی یہ محفل سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ ان کی ایک خاصیت یہ ہے خود محبوب خدا ﷺ ان سے بے انتہا محبت فرماتے ہیں۔

☆ نام اور کنیت:

آپ ﷺ کا اصل نام حمزہ اور والد کا نام عبدالمطلب ہے۔ آپ کی کنیت آپ کے دونوں بیٹوں کے نام کی نسبت سے ابو یعلیٰ اور ابو عمارۃ ہے۔

☆ سرکار ﷺ سے تعلق:

آپ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے چچا جان ہونے کے ساتھ ساتھ رضاعی بھائی بھی تھے، وہ اس طرح کہ حضرت ثویبہ کا دودھ نبی کریم ﷺ نے بھی نوش فرمایا اور انہی کا دودھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی نوش فرمایا۔

☆ ولادت با سعادت:

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت سرورِ کونین ﷺ سے دو سال قبل ہوئی۔

☆ قبول اسلام:

اعلان نبوت کے دوسرے برس آپ اسلام لائے۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ حضرت محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی اور نبی پاک ﷺ کو سخت تکلیف پہنچائی۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے ابوجہل کا پتہ لگوایا۔ معلوم ہوا کہ ابوجہل حرم کعبہ میں بڑے بڑے سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں پہنچے اور تمام سرداروں کے سامنے ابوجہل پر ایسا حملہ کیا کہ اس کا سر پھٹ گیا، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے آپ کا بدلہ لے لیا ہے۔ کیا آپ مجھ سے خوش ہیں۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تو سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوگی، جب آپ اسلام قبول فرمائیں گے۔ بس یہ سننا تھا کہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے اور یوں اسلام لانے والوں میں ایک اور شیر کا اضافہ ہوا۔

☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے کفار کی مایوسی:

ابن اثیر نے لکھا جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو قریش

نے جان لیا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو تحفظ مل گیا ہے۔ اب انہیں تکالیف پہنچانا ہمارے بس میں نہیں رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ، سرورِ کونین ﷺ کے دفاع کے لئے تیار رہتے۔

☆ اہل جنت کے سردار:

کتاب معرفۃ الصحابہ میں حدیث پاک ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: ہم چھ حضرات اولادِ عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔

1۔ میں محمد ﷺ

2۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

3۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

4۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ

5۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ

6۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

☆ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جواں مردی

اسد الغابہ میں ہے کہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں۔ شوال کی پندرہ تاریخ ہفتہ کا

دن تھا۔مسلمان کافروں سے جنگ میں مشغول تھے۔احد کا میدان سجا ہوا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔

حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، سرور کونین ﷺ کے روبرو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے اور آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔انا اسد اللہ و اسد رسولہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کا شیر ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے تن تنہا اکتیس کافروں کو واصل جہنم کیا۔ان مقتولین میں سباع الخزاعی نامی شخص بھی تھا۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر آواز دی۔اے لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے! آ مجھ سے مقابلہ کر، آپ نے کچھ ہی دیر میں اسے ہلاک کر دیا۔جب آپ اس کی زرہ اتارنے کے لئے جھکے تو اسی اثناء میں آپ کا پاؤں مبارک پھسلا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مبارک پیٹ سے زرہ سرک گئی، وحشی نامی حبشی کافر غلام جو پہلے سے آپ کی تاک میں تھا، اس نے نشانہ باندھ کر اپنا حربہ (چھوٹا نیزہ) آپ کے پیٹ پر دے مارا جو کہ آر پار ہو گیا۔آپ اس کاری وار کو برداشت نہ کر سکے اور جام شہادت نوش کر گئے۔

کتاب امتاع الاسماع میں ہے۔ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا پیٹ بھی خود چاک کیا اور کلیجہ نکال کر ہند کے پاس لا کر کہا: یہ حمزہ کا کلیجہ ہے۔

ہند نے اس کو چبایا اور نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی۔ پھر اسے تھوک دیا اور وحشی کو انعام دیا اور کہا میرے ساتھ چلو اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دکھاؤ۔ پھر ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کے کان، ناک کاٹ کر انہیں لڑی میں پرو کر ان کے کڑے، بازوبند اور پازیب بنائے اور انہیں پہن کر مکہ میں داخل ہوئی۔

☆ سید الشہداء کی لاش کی تلاش:

سبل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ سرورِ کونین ﷺ بار بار استفسار فرماتے۔ میرے چچا کا کیا ہوا؟ چنانچہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دیر تک ڈھونڈتے رہنے کے باوجود آپ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش نہ کر سکے۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش کے لئے روانہ ہوئے اور وسط وادی میں آپ کے جسم اطہر کو خون سے تربتر حالت میں دیکھا تو لوٹ کر بارگاہ رسالت میں خبر دی۔ آقا کریم ﷺ خود

تشریف لائے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کردہ جسم مبارک دیکھ کر آنسو بہہ نکلے۔ قلب مصطفی ﷺ کو اس سے زیادہ غمناک کرنے والا کوئی دوسرا منظر نہ تھا۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے چچا جان! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ بلاشبہ آپ خود صلہ رحمی کرنے والے اور کثرت سے نیکیاں کرنے والے تھے۔

استیعاب میں ہے: امام قرطبی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حمزہ شہداء کے سردار ہیں۔

سبل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حمزہ کو غسل دے رہے ہیں۔

اسد الغابہ میں ہے: حضرت ابو احمد عسکری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شہید ہیں جن کا نماز جنازہ محبوب خدا ﷺ نے پڑھایا۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے پر فرمایا۔ یا حمزہ! یا کاشف الکربات! اے حمزہ! اے بلاؤں کو دفع کرنے والے۔

☆ ذخائر العقبیٰ صفحہ نمبر 177 پر ہے کہ یہ آیت "یاایتھا النفس المطمئنۃ ○ ترجمہ اے اطمینان والی جان

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

سرور کونین ﷺ نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں برہنہ ہوجاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر برہنہ ہوجاتا۔ چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلادی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی۔

☆ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب:

کتاب معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ ایک شخص سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ میرے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی۔ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا۔ میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی ہے۔ میں اس کا نام کیا رکھوں؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھو جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے یعنی حمزہ۔

☆وصال کے بعد جسم سلامت:

اسد الغابہ میں ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس دن میدان احد میں چشمہ کھودا تو بعض شہداء احد کی قبریں کھل گئیں،جنہیں دیکھ کر ہماری آوازیں بلند ہوگئیں۔ہم نے دیکھا کہ شہداء احد بالکل تر و تازہ تھے اور ان کے جسم میں خون کی روانی ہوتی نظر آتی تھی۔

حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔کسی شخص کا پھاوڑا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگ گیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیر سے خون نکلنے لگا۔

☆مزار سے سلام کا جواب:

جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ نمبر 108 پر ہے کہ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ بیان کرتی ہیں۔میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی اور مزار شریف پر جا کر عرض کیا۔اے عم رسول! آپ پر سلام ہو۔میں نے مزار پر انوار سے آواز سنی: وعلیکم السلام

جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ نمبر 108 پر نقل ہے کہ علامہ محمود کردی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں لکھا۔ میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام عرض کیا (اس وقت میری زوجہ حاملہ تھی) میں نے قبرانور سے سلام کا جواب سنا۔ نیز یہ بھی سنا کہ فرما رہے تھے کہ اے محمود کردی! تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام حمزہ رکھنا۔ خدا کی قدرت کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا حسب حکم میں نے اس کا نام حمزہ رکھا۔

☆ زائروں کے محافظ:

جامع کرامات اولیاء جلد اول صفحہ نمبر 109 پر نقل ہے کہ شیخ محمد بن عبداللطیف مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ جب وہ ماہ رجب میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کو جاتے تو 12 رجب تک وہیں ٹھہرتے۔

میرے والد فرماتے ہیں کہ ایک سال ہم بھی آپ کے ساتھ زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مطلوبہ جگہ پہنچ گئے تو رات گزارنے کے لئے دیوان سنود میں بیٹھ گئے۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا اور تمام ساتھی سو گئے تو میں بطور محافظ وہاں بیٹھ گیا۔ میں نے ایک سوار کو متعدد بار وہاں کا چکر لگاتے دیکھا۔ میں

سستی کی بناء پر نہیں اٹھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: اگر میں یونہی سستی سے یہاں بیٹھا رہا تو کہیں غافل دیکھ کر یہ سوار کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ میں ہمت کر کے اٹھا اور اس شہسوار سے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں؟ اس شہسوار نے کہا۔ تم میرے یہاں آئے ہو اور خوف کی بناء پر نگرانی کر رہے ہو۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ میں تمہاری حفاظت کے لئے یہاں موجود ہوں۔ میرا نام حمزہ بن عبدالمطلب ہے۔ یہ کہہ کر وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

☆ سیدالشہداء کی خیر خواہی:

حضور قطب مدینہ علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ نے علامہ غلام قادر اشرفی صاحب (لالہ موسیٰ گجرات والے) سے فرمایا۔ جب میں شروع میں مدینہ منورہ آیا تو ان دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن فاقہ رہا۔ یہاں تک کہ میرے پاس خریدنے کے لئے پیسہ نہ تھا۔ آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہو گیا۔

ساتویں روز ایک پرہیبت بزرگ آئے۔ ان کے پاس تین مشکیزے تھے۔ ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا۔ انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں۔ کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے اور کہا کہ یہ سب تمہارے لئے ہے پکاؤ اور کھاؤ یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے۔ میں نے دل میں خیال کیا۔

ان بزرگ کو باہر دیکھو اور کچھ تفصیل معلوم کروں۔ میں نے فورا دروازے سے باہر آ کر دیکھا تو وہ غائب تھے۔

علامہ غلام قادر اشرفی صاحب نے حضور قطب مدینہ علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ کے خیال میں وہ بزرگ کون تھے؟ یہ سن کر حضور قطب مدینہ نے فرمایا۔ وہ سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ مدینہ پاک کی ولایت انہی کے سپرد ہے۔

محترم حضرات! آپ نے سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت، حضور ﷺ کے آگے ان کی جاں بازیاں اور بعد از شہادت زائرین کے سلام کا جواب دینا اور اہل مدینہ کی مدد کرنا سماعت فرمایا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عالی مقام عطا فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ محبوب خدا ﷺ آپ سے بے حد محبت فرماتے اور ساری زندگی آپ کو نہ بھولے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور ان کے صدقے و طفیل ہمیں بھی اسلام کے لئے اپنا سب کچھ لٹانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی شان و عظمت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی یہ بابرکت محفل شہزادئ کونین خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ چنانچہ برکتیں سمیٹنے کے لئے ان کی

زندگی کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سرورکونین ﷺ کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ کا اصل نام فاطمہ ہے۔ آپ کے القابات میں سے زہرا، بتول، ام السادات، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، خاتون جنت، سیدۃ النساء اور خیر النساء ہیں۔ آپ کی کنیت خاص ام ابیہا ہے۔

☆ ولادت:

مواہب الدنیہ میں ہے کہ آپ کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی۔

☆ فاطمہ نام کیوں رکھا گیا؟

کنزالعمال کی حدیث نمبر 34222 میں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (میری بیٹی) کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین (محبت کرنے والوں کو) دوزخ سے نجات عطا فرمادی ہے۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو سننے کے بعد ایک سوال کا جواب بھی ہمیں مل گیا۔ وہ سوال یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی نسبت

کوئی فائدہ نہیں دے گی۔صرف اعمال ہی کام آئیں گے۔

اللہ اللہ، حضور ﷺ سے جس کو نسبت ہو جائے، ان سے محبت کرنے والے نجات پا جائیں، تو اس حقیقی نسبت کی شان و عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

☆ماں کے شکم میں سیدہ فاطمہ کی کرامت:

الروض الفائق میں ہے جسے حکایتیں اور نصیحتیں میں حضرت شیخ شعیب علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ جب کفار نے معجزہ شق القمر کا مطالبہ کیا۔ ان دنوں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا امید سے تھیں۔سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔وہ کتنا ذلیل ورسوا ہے جس نے ہمارے آقا ﷺ کو جھٹلایا۔آپ سب سے برتر نبی ورسول ہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ (کے اندر) سے ندادی۔اے امی جان! آپ غمزدہ نہ ہوں اور نہ ہی ڈریں۔بے شک اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کا مددگار رہے۔

سبحان اللہ! کیا شان و عظمت خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ ماں کے پیٹ سے کرامت کا ظہور ہو رہا ہے اور کیوں نہ ہو جس سے محبوب خدا ﷺ محبت فرماتے ہوں، ان کو ایسا ہی مقام نصیب ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک کو

کنزالعمال میں نقل کیا ہے۔

کنزالعمال شریف کی حدیث نمبر 34221 میں فرمان رسول پاک ﷺ ہے۔ میری بیٹی فاطمہ انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض و نفاس سے پاک ہے۔

☆ سیدہ سے حضور ﷺ کو محبت:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ حدیث نمبر 4783 میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جو اسے ناگوار، وہ مجھے ناگوار، جو اسے پسند، وہ مجھے پسند، روز قیامت سوائے میرے نسب، میرے سبب اور میرے ازدواجی رشتوں کے تمام نسب منقطع ہوجائیں گے۔

مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب میں حدیث نمبر 6139 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں اور سب جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔

ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر 5217 میں ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی

اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چال ڈھال، شکل و شباہت اور بات چیت میں فاطمہ عفیفہ سے بڑھ کر کسی کو سرکار اعظم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب حضرت فاطمہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب سرکار اعظم ﷺ تشریف لے جاتے تو وہ اس طرح کرتیں۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے مستدرک میں اور مسند بزار میں بھی حدیث پاک ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک فاطمہ نے اپنی عصمت و پارسائی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کی اولاد پر آگ حرام کردی۔

ترمذی اور نسائی شریف میں حدیث پاک نقل ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ آج رات ایک فرشتہ جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا۔ اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہو اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

طبرانی المعجم الکبیر جلد 9 صفحہ نمبر 264 پر حدیث نمبر 18042 ہے کہ سرور کونین ﷺ جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت ادا

فرماتے۔اس کے بعد سب پہلے سیدہ فاطمہ کے گھر، پھر ازواج کے گھر تشریف لے جاتے۔

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے اپنا ہاتھ سرکار کریم ﷺ کے رخسار پر رکھ دیا اور عرض گزار ہوئیں کہ آپ ﷺ کے کپڑے خستہ ہو چکے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی شہری اور دیہاتی گھر نہ بچے گا مگر اللہ تیرے باپ کے ذریعہ یہ کام (دین اسلام) عزت کے ساتھ پہنچا دے گا۔یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک رات کی پہنچ ہے۔

☆ساری دنیا کا نسب باپ سے حضور ﷺ کا بیٹی سے کیوں؟

امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ اپنی مصنف میں، امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن الکبریٰ میں اور امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الکبیر میں اس حدیث کو نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا۔ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے سوائے اولاد فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہی

ہوں اوران کا نسب بھی میں ہی ہوں۔

ایک مرتبہ سرورکونین ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک فرش پر بٹھا کر ان کی دل جوئی فرمائی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آپ ﷺ کو فاطمہ پیاری ہیں یا میں؟ یہ سن کر سرکار کریم ﷺ نے فرمایا۔ وہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم اس سے زیادہ پیارے ہو۔

اللہ اللہ، ساری دنیا فخر موجودات ﷺ سے محبت کرتی ہے اور فخر موجودات ﷺ، خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت فرماتے ہیں اور جس کو محبوب خدا ﷺ چاہیں، ان کی عظمتوں کا تو کوئی بیان ہی نہیں کرسکتا۔

☆ کرامت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

کتاب جامع المعجزات صفحہ نمبر 65 کے حوالے سے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کرامات صحابہ کے صفحہ نمبر 330 پر نقل فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ کی دعوت کی۔ جب حضور ﷺ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر

قربان۔ میری تمنا ہے کہ حضور ﷺ کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتکریم کے لئے ایک ایک غلام آزاد کروں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان تک، جس قدر حضور ﷺ کے قدم پڑے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اس دعوت سے متاثر ہوکر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے اور حضور ﷺ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور ﷺ کی اسی طرح شاندار دعوت کر سکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس جوش تاثر سے متاثر ہوکر کہا بہت اچھا۔ جایئے آپ بھی حضور ﷺ کو اسی قسم کی دعوت دیتے آیئے۔ ان شاء اللہ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہو جائے گا۔

چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر دعوت دی اور سرور کونین ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنہائی میں تشریف لے جاکر خدائے رحمن کی بارگاہ میں سربسجود ہوگئیں اور یہ دعا مانگی

”یااللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب ﷺ اور ان کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے لہذا اے میرے رب! تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا غیب سے انتظام فرما۔“

یہ دعا مانگ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہوں پر رکھ دیا۔ خدائے رحمن کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آ گیا اور اس کریم پروردگار نے ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا اور صحابہ کرام ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو حیران دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے جنت سے بھیجا ہے۔

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گوشہ تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہو گئیں اور دعا مانگنے لگیں۔ یااللہ! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیرے محبوب ﷺ کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی

استطاعت نہیں ہے لہذا اے رب ذوالجلال! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے، وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کریم ﷺ کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں، اپنے محبوب ﷺ کی اُمّت کے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزاد فرمادے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ایک دم اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کردیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری کرامت:

تفسیر روح البیان تیسرا پارہ سورۂ آل عمران آیت نمبر 37 کے تحت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ اس کرامت کو نقل فرماتے ہیں کہ زمانۂ قحط میں سرور کونین ﷺ نے بھوک محسوس کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (سینی میں) ایک بوٹی اور دو روٹیاں ایثار کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں بھیج دیں۔ سرور کونین ﷺ اس تحفہ کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تشریف لے

آئے اور فرمایا۔اے میری بیٹی ادھر آؤ۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب اس سینی کو کھولا تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی اور آپ نے جان لیا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

سرورِ کونین ﷺ نے سیدہ فاطمہ سے استفسار فرمایا کہ یہ سب تمہارے لئے کہاں سے آیا ہے تو سیدہ فاطمہ نے عرض کیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بے حساب دیتا ہے۔یہ سن کر سرکارِ کریم ﷺ نے فرمایا۔تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی سردار حضرت مریم کے مشابہہ بنایا۔

پھر سرورِ کونین ﷺ نے مولا علی، امام حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے اہلبیت کو جمع فرما کر سب کے ساتھ (سینی میں سے) کھانا تناول فرمایا اور سب سیر ہو گئے پھر بھی کھانا اس قدر باقی تھا اور اس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پڑوسیوں کو کھلایا۔

سبحان اللہ! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے رب پر بھروسہ کتنا مضبوط تھا کہ میں اپنے رب سے جو مانگوں گی، میرا رب مجھے عطا کرے گا اور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں میں سے عطا کرے گا۔اے کاش! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صدقے ہمیں بھی اس توکل میں سے کچھ حصہ مل جائے۔

☆ اُمّت مصطفی ﷺ سے محبت:

گیارہویں صدی کے مجدد شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ خاتون جنت کو دیکھا کہ رات کو مسجد بیت کی محراب (گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) میں نماز پڑھتی رہتیں۔ یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہوجاتا۔ میں نے والدہ کو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بہت زیادہ دعائیں کرتے سنا۔ آپ اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ کرتیں۔ میں نے عرض کی تو فرمایا۔ پہلے پڑوس پھر گھر۔

سیدہ خاتون جنت کی ہم گنہگار اُمّتیوں سے محبت دیکھئے کہ ساری رات عبادت کے بعد ہمارے حق میں دعائیں کرتیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں یاد رکھا۔ کیا ہم مسلمان سیدہ خاتون جنت کے لئے کبھی ایصال ثواب کرتے ہیں؟ اگر نہیں کرتے تو اب اہتمام کریں۔

☆ شادی کی پہلی رات بھی عبادت:

الروض الفائق میں نقل ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد جب رات کا اندھیرا چھایا تو آپ رونے لگیں۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے

پوچھا۔ اے تمام عورتوں کی سردار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ میں تمہارا شوہر اور تم میری زوجہ ہو؟ یہ سن کر سیدہ کہنے لگیں۔ میں کیونکر راضی نہ ہوں گی۔ آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا، آج میرا عزت و فخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حقدار ہے۔

اس کے بعد سیدہ اور مولا علی دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہو کر پوری رات رب قدیر کی عبادت میں مصروف رہے۔ ان دونوں ہستیوں نے اپنی لذات کے بستر کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ رات قیام میں تو دن روزے کی حالت میں بسر ہوتا حتیٰ کہ تین روز اسی طرح گزر گئے پھر وہ دونوں اپنے بستر پر آرام فرما ہوئے۔

چوتھے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ علی اور فاطمہ نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے اور عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں۔ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے فرما دو کہ رب تعالیٰ تمہاری وجہ

سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے اور یہ کہ تم دونوں بروز قیامت گناہگاروں کی شفاعت کرو گے۔

☆ کھانا پکاتے وقت بھی تلاوت:

کتاب سفینۂ نوح حصہ دوم صفحہ نمبر 35 پر نقل ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھتیں۔ سرکار کریم ﷺ جب نماز کے لئے تشریف لاتے اور راستے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان سے گزرتے اور گھر سے چکی چلنے کی آواز سنتے تو نہایت درد و محبت کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں دعا فرماتے۔ یاارحم الرحمین! فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور حالت فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

محترم حضرات! ہر انسان اپنی بیٹی سے محبت کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنی بیٹی کو دنیاوی تمام آسائشیں دوں۔ رسول پاک ﷺ نے مختار کل ہونے کے باوجود اپنی شہزادی کی تکلیف دیکھ کر کبھی یہ دعا نہ کی کہ اے اللہ! میری بیٹی کے فقر کو دور کر کے اسے دنیاوی دولت عطا کر دے۔ بلکہ یہ دعا کی کہ اے اللہ! فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور حالت فقر میں ثابت قدم

رہنے کی توفیق عطا فرما۔

معلوم ہوا کہ کونین کے تاجور ﷺ جانتے تھے کہ میری بیٹی کو جو مقام ملنے والا ہے، وہ انہی تکلیفوں کے بعد ملے گا۔ خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی تکالیفیں اٹھائیں مگر صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑا۔ ہمیشہ اپنے بابا جان رحمت عالم ﷺ کے نقش قدم پر چلتی رہیں۔

لیکن جب سرور کونین ﷺ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دنیا اندھیری ہوگئی۔ فراق محبوب خدا ﷺ میں آنکھیں نم رہا کرتی تھیں۔

کتاب الوفا میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب محبوب خدا ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کی تدفین ہوگئی تو سیدہ فاطمہ مزار پر حاضر ہوئیں۔ خاک اقدس کی مٹھی بھری، آنکھوں پر لگائی۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور زبان، غم دل کو ان الفاظ میں ڈھالنے لگی۔

اس شخص پر کیا ملامت ہوسکتی ہے جس نے تربت حبیب خدا ﷺ کو سونگھا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک قیمتی سے قیمتی خوشبوؤں کو نہ سونگھے، محبوب خدا ﷺ کے جسد اطہر سے خاک تربت میں بسنے والی خوشبو اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوسری خوشبوؤں سے بے نیاز کردینے والی ہے۔

مجھ پر مصائب کی وہ سیاہ راتیں آن پڑی ہیں کہ ان کو دنوں پر ڈالا جائے تو

راتوں میں تبدیل ہوجاتے۔

مدارج النبوت دوسری جلد میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بابا جان رحمت عالمیان ﷺ کی جدائی کے غم میں لوگوں کی صحبت سے پریشان ہوکر تنہائی اختیار کرکے بیت الحزن میں قیام پذیر ہوگئی تھیں۔

صحیح ابن حبان میں ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب محبوب خدا ﷺ کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ غم کے سبب فرمانے لگیں۔ ہائے بابا جان! آپ نے اپنے رب کے بلاوے کو قبول کرلیا۔ ہائے بابا جان! جنت الفردوس آپ کا مقام ہوگیا۔ ہائے بابا جان! ہم جبرئیل علیہ السلام کو تعزیت دیتے ہیں۔

حضور ﷺ کی جدائی میں آپ رضی اللہ عنہا شدید بیمار ہوگئیں۔ مدارج النبوت جلد دوم میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خاتون جنت نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رخصت ہوجاؤں تو رات میں دفن کرنا تاکہ کسی غیر مرد کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے۔

محترم حضرات! آپ نے خاتون جنت کی وصیت سنی۔ یہ وصیت ہماری

ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے سبق آموز ہے جو رات دن بے پردہ گلیوں اور بازاروں میں گھومتی ہیں، جن کا کپڑے پہننا اور نہ پہننا دونوں برابر ہے۔ کتنے ہی اجنبی مردوں کی نظریں ان پر پڑتی ہوں گی، کوئی احساس نہیں ہوتا۔

اے خاتون جنت کے بابا جان رحمت عالمیان ﷺ کا کلمہ پڑھنے والیو! ذرا سوچئے خاتون جنت وصال کے بعد بھی پردے کا اتنا اہتمام کہ جنازے پر بھی کسی غیر مرد کی نظر نہ پڑے اور ہمارا عالم یہ کہ ہم تو اس نیت سے ہی زندگی میں بن سنور کر گلیوں اور بازاروں میں گھومیں کہ لوگ ہمیں دیکھیں۔

اللہ کرے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صدقے و طفیل ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو حیا کی چادر نصیب ہو جائے۔

☆وصال شریف:

مدارج النبوت جلد دوم میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ کے وصال پاک کے چھ ماہ بعد 3 رمضان 11ھ منگل کی رات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

کنز العمال شریف کی روایت کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز

جنازہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

☆ روز محشر منادی کی ندا:

جامع صغیر میں حدیث شریف نمبر 822 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا۔اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکا لو تا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزریں۔

اللہ تعالیٰ خاتون جنت کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پر انوار پر اپنی رحمتوں کی برسات فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب کی 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی ہماری یہ محفل ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یاد

میں سجائی گئی ہے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے اُمّت پر بہت احسانات ہیں۔

آپ سرور کونین ﷺ کی پہلی زوجہ ہیں جن سے حضور ﷺ بے حد محبت فرماتے تھے۔ آج ہم ان ہستی کا ذکر کرنے اور سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

نام اور کنیت:

آپ کا اصل نام خدیجہ، لقب طاہرہ اور کنیت ام ہند تھی۔

☆ ولادت:

آپ کی ولادت واقعۂ فیل سے پندرہ سال قبل مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔

☆ تعارف:

سرکار کریم ﷺ سے نکاح سے قبل دو نکاح کر چکی تھیں۔ آپ عرب کی نہایت شریف، مالدار اور تاجر خاتون تھیں۔ آپ کو جب سرکار کریم ﷺ کی راست گوئی، امانت داری، کریم اخلاق اور نیک کرداری کی خبر پہنچی تو آپ نے قاصد بھیجا اور درخواست پیش کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ سرکار کریم ﷺ نے درخواست کو قبول فرمایا۔

نبی پاک ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ شام روانہ ہوئے اور شام پہنچ کر ایک راہب کی خانقاہ کے قریب کسی درخت کے سایہ میں پڑاؤ ڈالا۔ اس راہب نے میسرہ کو دیکھا اور پوچھا یہ ہستی جو اس درخت کے نیچے آرام فرما ہے، کون ہیں؟ میسرہ نے کہا۔ اہل حرم سے ایک قریشی ہیں تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے نبی کے اور کوئی شخص آج تک آرام فرما نہیں ہوا۔

میسرہ نے واپس آکر ہر بات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عرض کی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سرکار کریم ﷺ کی بزرگی سے متاثر ہو کر نکاح کا عریضہ بھجوایا۔ سرکار کریم ﷺ نے قبول فرمایا۔

☆ نکاح سے قبل خواب:

مدارج النبوت میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب ان کے گھر میں اترا ہے اور وہاں سے اس کا نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مکہ کا ہر گھر اس نور کے باعث چمک اٹھتا ہے۔ خواب سے بیدار ہونے پر انہوں نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو اپنے خواب سے آگاہ کیا تو تعبیر بتائی کہ تمہارا

نکاح نبی آخرالزماں سے ہوگا۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جتنا عرصہ سرکار کریم ﷺ کی رفاقت میں رہیں، آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہ فرمایا۔

☆ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر رب تعالیٰ کا سلام:

مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے۔ جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے، نہ اس میں شور ہے، نہ کوئی تکلیف۔

☆ چار افضل جنّتی خواتین:

مسند امام احمد جلد دوم صفحہ نمبر 241 پر حدیث نمبر 6098 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچ کر فرمایا۔ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے

ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلتوں والی یہ عورتیں ہیں۔

خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران (رضی اللہ عنہن)

☆ دنیا میں جنّتی پھل:

طبرانی معجم الاوسط جلد 4 صفحہ نمبر 315 پر حدیث نمبر 6098 نقل ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنتی انگور کھلائے۔

☆ ہر ہر قدم پر محبوب خدا ﷺ کا ساتھ:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ہر ہر قدم پر محبوب خدا ﷺ کا ساتھ دیا۔ آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھایا اور ہمت بندھائی، اس سلسلے میں ابتدائے وحی کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سیرۃ النبویہ جلد اول صفحہ نمبر 176 پر علامہ ابن اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ جب بھی کفار کی جانب سے اپنا رد اور تکذیب وغیرہ کوئی

ناپسندیدہ بات سن کر غمگین ہوجاتے۔اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو ان کے باعث آپ ﷺ کی وہ رنج وغم کی کیفیت دور ہوجاتی۔

☆ایک صاحبزادہ کے سوا تمام اولاد آپ رضی اللہ عنہا سے ہوئیں:

فتح الباری جلد ساتویں صفحہ نمبر 172 پر نقل ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب اور بلند رتبہ خاتون ہیں جنہوں نے کم وبیش پچیس برس سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ گزارے اور سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، حضور ﷺ کی تمام اولاد اطہار انہیں سے ہوئیں۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین شہزادے اور چار شہزادیاں پیدا ہوئیں۔شہزادگان میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں اور شہزادیوں میں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔

صرف حضور ﷺ کے ایک شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئے۔

☆وصال کے بعد بھی حضور ﷺ انہیں یاد فرماتے:

کتاب ادب المفرد صفحہ نمبر 78 پر حدیث نمبر 232 نقل ہے کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو رحمت عالم ﷺ کثرت سے آپ کا ذکر فرماتے اور اپنی بلند و بالا شان کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کا اکرام فرماتے۔ روایت میں ہے کہ بارہا جب آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کوئی شے پیش کی جاتی تو ارشاد فرماتے۔ اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی تھی۔ اسے فلاں عورت کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے سرکار کریم ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی، جتنی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں نہ دیکھا تھا۔ لیکن سرکار کریم ﷺ ان کا بہت ذکر کرتے تھے۔

بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی تھی، وہ ایسی تھی اور ان سے میری

اولادہوئی۔

☆وصال شریف:

کتاب امتاع الاسماع جلد چھٹی صفحہ نمبر 28 ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، نبی پاک ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد تاحیات سید عالم ﷺ کے معاملات میں آپ کی معاون رہیں اور ہر قسم کی پریشانی میں حضور ﷺ کی غم گساری کرتی رہیں۔ بالآخر نبوت کے دسویں سال، دس رمضان المبارک کو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے آخرت کے سفر کا آغاز فرمایا۔ بوقت وصال آپ کی عمر مبارک 65 سال تھی۔

امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ نمبر 369 پر فرماتے ہیں جس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا، اس وقت نماز جنازہ کا حکم نہیں آیا تھا۔ نماز جنازہ کا حکم بعد میں آیا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی نماز جنازہ ہوئی ہی نہ تھی۔

آپ کو مکہ مکرمہ میں واقع حجون کے مقام پر دفن کیا گیا۔ حجون مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں واقع ایک پہاڑ ہے۔ اس کے پاس اہل مکہ کا قبرستان ہے جسے جنت المعلیٰ کہا جاتا ہے۔ جنت البقیع کے بعد یہ دنیا کا سب سے افضل قبرستان

ہے۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر میں جان عالم ﷺ خود بہ نفس نفیس اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے دفن فرمایا۔ آپ کے وصال کے بعد جان عالم ﷺ غمزدہ رہتے تھے اور جس سال سیدہ کا وصال ہوا، وہ سال عام الحزن یعنی غم کا سال کہلاتا ہے۔

محترم حضرات! ہم مسلمانوں کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے جن میں چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

1۔ جو لوگ اپنا سب کچھ سید عالم ﷺ کی محبت میں قربان کرتے ہیں، وہ دونوں جہاں کی نعمتیں پاتے ہیں۔

2۔ شوہر کی خوشنودی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

3۔ شوہر اگر دین کی خدمت کرتا ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کرنے سے شوہر کو مزید دین کا کام کرنے کا جذبہ ملتا ہے۔

4۔ شوہر اگر دین کی خدمت کرتا ہو تو بیوی کو چاہئے کہ اس کا ساتھ دے اور دونوں مل کر دین کا کام کریں۔

5۔ دین کی خدمت کے دوران لازمی تکلیفیں اور مشکلات آتی ہیں لہذا میاں بیوی دونوں ان تکالیف پر صبر کریں اور دین کا کام جاری رکھیں اور بیوی

بھی شکوہ شکایت نہ کرے، ثابت قدم رہے۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہمیں یہ پیغام ملا کہ اے مسلمانو! محبوب خدا ﷺ کے ہوجاؤ پھر ساری کائنات تمہاری ہوجائے گی۔

دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہوگیا
جس کے رسول ہوگئے اس کا زمانہ ہوگیا
کی محمد ﷺ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پرانوار پر اپنی بے حساب رحمتوں کی برسات فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! ماہ رمضان کی بابرکت گھڑیاں جاری وساری ہیں۔ اس ماہ

مبارک کو کئی ہستیوں سے نسبت ہے۔ انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آج کی بابرکت محفل میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت ذکر کرنے اور سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

☆ نام اور کنیت:

آپ رضی اللہ عنہا کا اصل نام عائشہ ہے۔ آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ یہ کنیت آپ کو سردار انبیاء ﷺ نے عطا فرمائی۔ یہ کنیت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو آقا کریم ﷺ نے تحنیک فرمائی۔ ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ یہ عبداللہ ہیں اور آپ ام عبداللہ ہیں۔

☆ القاب:

صدیقہ آپ کا لقب ہے اور کبھی سرور کونین ﷺ آپ کو حمیرا سے خطاب فرماتے تھے۔

☆ احادیث کی روشنی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

فضائل ومناقب:

ترمذی شریف ابواب المناقب حدیث نمبر 3880 میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3879 نقل ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں حضرت عائشہ کی تصویر لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یہ دنیا وآخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3884 نقل ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے نزدیک پیارا انسان کون ہے؟ فرمایا عائشہ۔ میں نے پھر پوچھا اور مردوں سے؟ فرمایا۔ ان کے والد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2037 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پڑوس میں رہنے والا ایک ایرانی جو شوربا بہت اچھا بناتا تھا۔ ایک دن اس نے رسول پاک ﷺ کے لئے (شوربا) بنایا اور آپ کو دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اور کیا

عائشہ بھی (مدعو ہے)؟ عرض کی نہیں۔اس پر آپ نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا۔اس نے دوبارہ دعوت دی۔آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا اور کیا عائشہ بھی؟ اس نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے بھی (دعوت قبول کرنے سے) انکار فرمادیا۔اس نے تیسری دفعہ دعوت دی۔آپ ﷺ نے پھر پوچھا کیا عائشہ بھی؟ اس نے عرض کی ''جی ہاں! ان کی دعوت ہے)'' تب آپ دونوں (نبی پاک ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتے ہوئے اٹھے اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔

صحیح ابن حبان میں حدیث نمبر 7111 ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرورِ کونین ﷺ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمائیں!

آپ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں یوں التجا کی۔اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے ظاہری باطنی گناہ معاف فرمادے۔یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر مسکرائیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کا سر اپنی گود میں چلا گیا۔ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔کیا تم میری دعا پر خوش ہوتی ہو؟ عرض کی۔ میں آپ کی دعا پر کیوں خوش نہ ہوں؟ تو رسول رحمت ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک ہر نماز میں یہ دعا میری اُمّت کے لئے ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے تحائف کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تلاش کرتے تھے۔ اس سے وہ رسول پاک ﷺ کی خوشنودی تلاش کرتے تھے۔

ایک دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام سے فرمائیں کہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں تحفہ بھیجنا چاہے تو آپ کو بھیج دیا کرے۔ آپ جہاں بھی ہوں۔

یہ سن کر کونین کے تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ کے سوا کوئی بیوی نہیں جن کے بستر پر میں، میں ہوں اور وحی آئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو تکلیف دینے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، پھر تمام بیویوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور سرور کونین ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے عرض کی تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اے پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں، ان سے تم محبت نہیں کرتیں؟ عرض کی، کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ سے محبت کرو۔

بخاری شریف میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تو سرکار اعظم ﷺ نے اپنے اصحاب کو تلاش کے لئے

بھیجا۔نماز کا وقت ہوا تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے بغیر وضو نماز ادا کی، جب بارگاہ رسالت میں شکایت پہنچی تو آیت تیمم نازل ہوئی۔اس پر حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔آپ رضی اللہ عنہا پر جب بھی کوئی آزمائش نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت رکھی۔

بخاری شریف میں ہے۔حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا۔مردوں میں کامل بہت افراد ہوئے لیکن عورتوں میں بی بی مریم، آسیہ کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی جبکہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح کتاب المناقب میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ثرید یعنی روٹی شوربا بوٹیاں ایک جان کی ہوئی بہترین غذا ہے۔ساری غذاؤں سے افضل کہ وہ بہت مزیدار، چبانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے۔ایسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صورت، سیرت، علم، عمل، فصاحت، فطانت، ذکاوت، عقل وغیرہ ہزارہا صفات کی جامع ہیں۔حق یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا ساری عورتوں حتیٰ کہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔

☆سخاوت:

کتاب حلیۃ الاولیاء میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کئے حالانکہ خود آپ اپنی قمیض کی جیب میں پیوند لگاتی تھیں۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے وہ تمام درہم سورج غروب ہونے سے قبل غرباء میں تقسیم کر دیئے۔

☆سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام:

سنن ترمذی ابواب المناقب میں حدیث نمبر 3882 ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اصحاب رسول کو کسی بات میں اشکال ہوتا تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سوال کرتے تو آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ہی اس بات کا علم پاتے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس روایت کے تحت مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں۔ اصحاب رسول کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوتے۔ ان کے پاس یا تو

اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔

امام حاکم مستدرک میں روایت نمبر 6808 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں میں سب سے اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔

مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ نمبر 275 پر حدیث نمبر 15318 ہے۔ جسے امام شہاب الدین زہری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس اُمّت کی تمام عورتوں بشمول ازواج نبی کے علم کو اگر جمع کرلیا جائے تو عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہوگا۔

☆مروی روایات کی تعداد:

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم دونوں میں 54

احادیث بخاری شریف میں اور 68 احادیث صرف مسلم شریف میں ہیں۔
البدایہ والنہایہ آٹھویں جلد صفحہ نمبر 486 پر ابن کثیر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مرد و عورت میں سوائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر احادیث روایت نہیں کیں۔

☆ مسلمان عورتوں کے لئے سبق:

اے میری مسلمان بہنو! آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی جذبہ سنا۔ سیدہ نے نبی پاک ﷺ کی صحبت سے خوب علم پایا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام مسلمان بہنوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ علم کی طرف آؤ۔ علم دین سیکھو، نیک اور علمی مجلس میں شرکت کرو اور کتب دینیہ کا مطالعہ کرو تاکہ تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے۔

مگر افسوس آج ہماری ماؤں اور بہنوں کے دلوں سے علم حاصل کرنے کا جذبہ ختم ہو گیا۔ انہیں شاپنگ سینٹروں سے فرصت نہیں، فلمیں اور ڈرامے دیکھنے سے فرصت نہیں، موبائل پر گھنٹوں گزار دینے سے فرصت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ ایک عورت پورے گھر کو سدھار سکتی ہے۔

اگر وہ بگڑ جائے تو پورا گھرانہ بگڑ جاتا ہے۔عورتوں کی دین سے دوری کی وجہ سے اولاد بھی دین و مذہب سے آزاد اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بیزار ہوکر جانوروں کی طرح بے لگام ہورہے ہیں بلکہ بہت سے تو شعائر اسلام کا انکار کر بیٹھے۔اس بے دینی کے طوفان کا ایک ہی سبب ہے کہ ہم نے علم دین حاصل کرنا چھوڑ دیا۔اگر ہم اپنی اولاد کو مکمل عالم نہیں بنا سکتے تو کم از کم اتنا علم تو سکھا دیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

☆حضور ﷺ کا وصال:

بخاری شریف کتاب النکاح میں حدیث نمبر 5217 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ وصال شریف سے چند روز پیشتر سخت علیل ہوگئے اور آپ ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ بار بار دریافت فرماتے۔کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ اس سے امہات المومنین رضی اللہ عنہن جان گئیں کہ آپ ﷺ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنا چاہتے ہیں لہذا سبھی نے متفقہ طور پر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! جہاں رہنا آپ پسند فرماتے ہیں رہئے! چنانچہ پھر آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے لگے۔

بخاری شریف کتاب الطب میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو معوذات (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے مگر جب آپ ﷺ مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر حضور ﷺ پر دم کرتی۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک بڑی فضیلت:

بخاری شریف کتاب المغازی میں حدیث نمبر 4450 ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول کریم ﷺ کے وصال شریف سے کچھ پہلے جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ ﷺ نے مسواک کی طرف نظر فرمائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں آپ ﷺ کی رغبت دیکھتے ہوئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لی۔ چبا کر نرم کی اور پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردی۔ حضور ﷺ نے (سیدہ کی چبائی ہوئی مسواک کو بغیر دھوئے) استعمال فرمایا۔

تقریباً آٹھ روز تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں مقیم رہنے کے بعد آپ ﷺ نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا۔وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیا ہوا تھا۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نمایاں خصوصیات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ نے ایسے بہت سے فضائل سے نوازا ہے جو بلا مبالغہ آپ کو اوج ثریا (ثریا کی بلندی) پر پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔

1۔ آپ، سرورِ کونین ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ ہیں۔

2۔ آپ کی پاک دامنی کی گواہی خود رب کریم نے دی اور اس برأت میں اس نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائی۔

3۔ رسول پاک ﷺ نے آپ کے سوا اور کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

4۔ رسول محتشم ﷺ کی حیات ظاہری کے آخری لمحات میں فرشتوں اور آپ کے سوا رسول محتشم ﷺ کے پاس اور کوئی نہ تھا۔

5۔ سرور کائنات ﷺ نے آپ کے حجرہ مبارک میں ہی دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا۔

6۔ یہیں آپ ﷺ کا روضۂ اطہر بنا جو عرش علیٰ سے بھی افضل ہے اور

7۔ اس فضیلت بے پایاں کی وجہ سے آپ کا حجرۂ مبارکہ قیامت تک فرشتوں کے جھرمٹ میں رہے گا۔

8۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے سوا کسی زوجہ

نے نہیں دیکھا۔

9۔سرورکونین ﷺ اور آپ ایک جگہ ہوتے اور وحی آتی۔

10۔آپ سے مغفرت اور اجرعظیم کا وعدہ کیا گیا۔

☆اب آپ کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات بیان کئے جائیں گے۔

1۔مکارم الاخلاق صفحہ نمبر 62 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، مکارم الاخلاق کی اصل حیا ہے۔

2۔شعب الایمان آٹھویں جلد صفحہ نمبر 156 پر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مومن کو کانٹا چبتا ہے یا اس سے بھی کم تکلیف ہوتی ہے تو رب تعالیٰ (اس کے سبب) اس سے ایک خطا مٹا تا اور اس کے لئے ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔

3۔امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 245 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے مُردوں کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کرو۔

4۔تنبیہ المغترین صفحہ نمبر 170 پر ہے کہ جنت سخیوں کا گھر اور جہنم

بخیلوں کا گھر ہے۔

5۔امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 144 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فجر کی دو (سنتوں) کی محافظت کرو کہ ان میں خیر اور بخشش ہے۔

6۔امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 398 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اے عورتو! اگر تم اپنے اوپر شوہروں کے حقوق جانتیں تو تم میں سے ہر ایک عورت اپنے شوہر کے چہرے کا غبار اپنے رخسار سے صاف کرتی۔

7۔بحر الدموع صفحہ نمبر 198 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔آدمی گنہگار کب بنتا ہے؟ فرمایا جب وہ خود کو نیک سمجھنے لگے۔

8۔الروض الفائق صفحہ نمبر 23 پر نقل ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دل کی سختی کی شکایت کی۔آپ نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کیا کر، تیرا دل نرم ہو جائے گا۔

9۔تاریخ دمشق جلد آٹھویں صفحہ نمبر 42 پر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو بندہ خالص (ٹھنڈا اور میٹھا) پانی پیئے اور وہ بغیر تکلیف کے باہر بھی نکل آئے تو اس پر شکر لازم ہے۔

10۔الطبقات الکبریٰ دسویں جلد صفحہ نمبر 74 پر نقل ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلبہ خوف کے وقت فرمایا۔کاش! میں درخت ہوتی......کاش! میں پتھر ہوتی......کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی......کسی موقع پر درخت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔کاش! میں اس درخت کا پتہ ہوتی......کاش! میں زمین کے پودوں میں سے ایک پودا ہوتی اور کوئی قابل ذکر شے نہ ہوتی۔

محترم حضرات! یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی وانکساری ہے، جنّتی ہوکر اتنا اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دل میں تھا۔ ہمیں تو اپنا ٹھکانہ بھی نہیں معلوم تو ہمیں کتنا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

☆سفرآخرت:

امام زرقانی، زرقانی شریف کی چوتھی جلد صفحہ نمبر 392 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیائے اسلام کو اپنے علم وعرفان کے انوار سے جگمگاتے ہوئے بالآخر 17 رمضان المبارک 58ھ منگل کی رات دنیائے فانی سے رخصت ہوئیں۔صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حسب وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔بوقت وصال آپ کی عمر شریف 67 سال تھی۔

☆جب بھی ایصال ثواب کریں، سیدہ کا نام ضرور لیں:

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ سرکار کریم ﷺ کی اولاد و مولا علی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے کھانا پکواتا تھا۔ایک بار میں نے خواب میں آقا کریم ﷺ کی زیارت کی۔ میں سلام عرض کرتا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور آپ ﷺ میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد ارشاد فرمایا۔ہم عائشہ کے گھر کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے، وہ عائشہ کے گھر بھیجے۔ میں سمجھ گیا کہ میں فاتحہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیتا۔اس کے بعد سے میں تمام ازواج مطہرات خصوصا سیدہ عائشہ کو فاتحہ میں شریک کرلیتا ہوں۔تمام ازواج حضور ﷺ کی سچی اہلبیت ہیں۔

محترم حضرات! کیا شان ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔کتنی محبت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ ان سے کرتے ہیں۔ہمیں بھی اپنے سینے کو ان کی محبت سے سرشار رکھنا چاہیئے اور سیدہ عائشہ کی ادنیٰ سی بھی بے ادنی سے بچنا چاہیئے بلکہ ان کی بدگمانی سے بھی بچنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدہ کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے اور سیدہ کے

مزار پرانوار پر بے حد رحمتوں کا نزول فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

فضائل ومناقب
امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی بابرکت محفل میں ہم جگر گوشۂ محبوب خدا حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ

رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنے اور سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں۔ حسن اور حسین دونوں نام اہل جنت کے ہیں۔ یہ نام عہد جاہلیت میں کبھی نہیں رکھے گئے۔

☆ ولادت:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت 15 رمضان المبارک 3ھ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان سید عالم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ آپ بڑے بردبار، حلیم الطبع، عزت و شان والے، پروقار صاحب جاہ و چشم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فتنہ وفساد اور خونریزی کو ناپسند کرتے تھے۔ آپ سخاوت میں بے بدل تھے۔ بسا اوقات ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ درہم عطا فرما دیتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر سواری کے پچیس حج ادا فرمائے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اعلیٰ قسم کے اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے تھے لیکن آپ ان پر سوار نہیں ہوتے اور پاپیادہ راستہ طے فرمایا۔

☆ فضائل حسنین احادیث کی روشنی میں:

مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث شریف ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) دونوں سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

مجمع الزوائد میں حدیث شریف ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر سوار ہیں۔ میں نے کہا، کتنی اچھی سواری تمہاری نیچے ہے۔ پس رسول کریم ﷺ نے معاً فرمایا۔ سوار کتنے اچھے ہیں۔

مجمع الزوائد میں حدیث شریف ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ حالت نماز سجدے میں تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے اور پشت مبارک پر چڑھ گئے۔ پس آپ ﷺ نے (ان کی خاطر) سجدہ طویل کر دیا۔ (نماز سے فراغت کے بعد) عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا سجدہ طویل کرنے کا حکم آ گیا۔ فرمایا نہیں۔ میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میری پشت پر چڑھ گئے تھے۔ میں نے یہ ناپسند

کیا کہ جلدی کروں۔

امام طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہا کو رسول پاک ﷺ کے مرض وصال کے دوران آپ کی خدمت میں لائیں اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔آ قا کریم ﷺ نے فرمایا۔حسن میری ہیبت اور سرداری کا وارث ہے اور حسین میری جرأت اور سخاوت کا وارث ہے۔

اسد الغابہ اور الاصابہ میں حدیث پاک ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آ قا کریم ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور آپ ﷺ فرمارہے تھے۔حسن! جلدی کرو۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن ہی کو ایسے کیوں فرمارہے ہیں؟ (حسین چھوٹے ہیں ان سے کیوں نہیں فرماتے) حضور ﷺ نے فرمایا کیونکہ جبرئیل امین علیہ السلام، حسین کو ایسا کہہ کر حوصلہ دلا رہے ہیں۔

☆امام حسن رضی اللہ عنہ کا صبر:

☆ تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ مروان جب مدینہ کا حاکم تھا تو وہ منبر پر علی الاعلان مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کمال تحمل کے ساتھ اس کی ان گستاخیوں کو سنا کرتے تھے اور خاموش رہا کرتے تھے۔

ایک دن مروان نے ایک شخص کو امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ علی پر، علی پر، علی پر اور تجھ پر، تجھ پر، تجھ پر؟ اور تمہاری مثال تو بس خچر جیسی ہے کہ اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا باپ کون تھا تو جواب دیتا ہے، میری ماں گھوڑی تھی۔ مروان کے چیلے کی باتیں سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جاؤ مروان سے کہہ دینا کہ تمہاری یہ باتیں بخدا مجھے یاد رہیں گی حالانکہ تم کو یقین تھا کہ میں تمہاری گالیوں کے بدلہ میں تم کو بھی گالیاں دوں گا لیکن میں صبر کرتا ہوں۔ قیامت آنے والی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے گا اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ کا انتقام اور اس کی گرفت بڑی سخت ہے۔

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جسے حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ نے کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 111 پر نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کے دارالخلافہ کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ صحرا سے ایک دیہاتی آیا اور

اس نے آتے ہی اور آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تو بھوکا پیاسا ہے یا تجھ پر کوئی مصیبت پڑی ہے۔ اس نے پھر کہا آپ ایسے ہیں اور آپ کے والدین ایسے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا۔ طشت میں چاندی بھر کر لاؤ اور اسے دے دو پھر فرمایا۔ اے دیہاتی ہمیں معذور سمجھنا، گھر میں اس کے سوا کچھ اور نہ تھا ورنہ اس کے دینے سے انکار نہ ہوتا۔ جب دیہاتی نے آپ کا یہ صبر و تحمل دیکھا تو کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ فرزند رسول ہیں۔

سبحان اللہ! ایک دیہاتی نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے صبر و تحمل کو دیکھ کر ہی پہچان لیا کہ ایسا صبر و تحمل تو فرزند رسول کا ہی ہوسکتا ہے۔ اے کاش! امام حسن رضی اللہ عنہ کے صدقے ہم بھی صبر و تحمل کے پیکر بن جائیں۔

☆ خلافت سے دستبرداری:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک خلافت کے منصب پر فائز رہے۔ (آپ نے صرف اہلیان کوفہ سے بیعت کی تھی) اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس

آئے اور اللہ تعالیٰ کو حکم اور فیصلہ دہندہ تسلیم کر کے مندرجہ ذیل شرائط آپس میں طے ہوئیں کہ فی الوقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جاتے ہیں لیکن ان کے انتقال کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے۔ مدینہ، عراق اور حجاز کے باشندوں سے مزید کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا بلکہ صرف وہی ٹیکس وصول کیا جائے گا جو مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لیا جا رہا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے ذمے جو قرض ہے، اس کی تمام تر ادائیگی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کریں گے۔

ان شرائط کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا اور باہمی صلح ہوگئی اور یوں رسول پاک ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوگیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید (حسن) مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کے ساتھ 41ھ میں خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔

☆ دوبارہ خلافت کی افواہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں۔ خلافت سے

دستبردار ہونے کے کچھ عرصہ بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ چلے گئے اور پھر وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ حاکم نے جبیر بن نفیر کی زبانی لکھا ہے کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک روز عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پھر خلافت کے خواستگار ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا جس وقت عربوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے (عرب میری بیعت کر چکے تھے) اس زمانے میں جس سے چاہتا میں ان کو لڑا دیتا اور جس سے چاہتا، صلح کرا دیتا لیکن اس وقت میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خلافت سے دستبرداری دے دی اور اُمّت محمدی کے خون کو مفت نہیں بہنے دیا۔ پس جس خلافت سے میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اب اس کو باشندگان حجاز کی خوشنودی کے لئے کیا دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتے تھے:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک روایت جسے امام بیہقی اور امام ابن عسا کرنے ہشام کے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ بہت تنگی کا شکار ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ ان کو ہر سال ایک لاکھ درہم سالانہ بطور وظیفہ دیا کرتے تھے۔ اس سال تاخیر ہوگئی جس کے سبب امام حسن رضی اللہ عنہ تنگی کا شکار ہوگئے۔ آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یاددہانی کے لئے اپنی حالت پر مبنی ایک رقعہ لکھنا چاہا، قلم دوات طلب کیا لیکن آپ پھر رک گئے (خط نہیں لکھا) اسی روز نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اے فرزند کیا حال ہے؟ آپ نے عرض کیا آقا ﷺ میں اچھا ہوں، لیکن تنگ دست ہوں۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسی غرض سے دوات منگوائی تھی کہ تم ایک مخلوق سے اس سلسلہ میں کچھ کہو (مخلوق سے مانگو) امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ارادہ تو یہی تھا۔ اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں، حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم یہ دعا پڑھا کرو۔

ترجمہ: الٰہی میرے دل میں اپنی آرزو پیدا کردے اور دوسروں سے میری تمنائیں اس طرح ختم کردے کہ میں کسی سے پھر تیرے سوا امید وابستہ نہ رکھوں۔

الٰہی! میری قوتوں کو کمزور نہ بنا، میرے نیک اعمال کو کوتاہ نہ کر، مجھ سے اعراض نہ فرما، تو اپنے فضل وکرم سے مجھے توکل وتوفیق کی ایسی قوت عطا فرما کہ میں کسی مخلوق کے پاس اپنی حاجت نہ لے جاؤں، تو ہی میرے مسائل کو حل فرما

اور مجھے وہ سب کچھ دے دے، جواب تک پچھلے یا آنے والے شخص کو نہیں دیا۔

اے رب العالمین! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرما دے۔ آمین

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ دعا ایک ہفتہ تک نہ پڑھی ہوگی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے (ایک لاکھ درہم کے بجائے) پانچ لاکھ درہم بھیج دیئے جس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو اپنے یاد کرنے والوں کو فراموش نہیں فرماتا اور اپنے مانگنے والوں کو محروم و ناامید نہیں فرماتا۔

جس دن یہ رقم آئی اس روز رات کو میں نے پھر سرورِ کونین ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ رسول پاک ﷺ مجھ سے دریافت فرما رہے ہیں کہ حسن کیسے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں اچھا ہوں اور اس کے بعد میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے سماعت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہونا اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

سبحان اللہ! محترم حضرات! کیا کامل یقین تھا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا کہ چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیب سے مدد فرمائی یقینا جو لوگ فقط اپنے پروردگار سے اپنی امیدیں رکھتے ہیں، ان کا رب ان کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔ انہیں اتنا دیتا کہ وہ خود بھی کھاتے، اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہیں اور مخلوق میں بھی

تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

☆شہادت سے قبل خواب:

تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 400 پر نقل ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''قل ھو اللہ احد'' لکھا ہوا ہے جس وقت آپ نے خواب بیان کیا تو اہلبیت اطہار بہت خوش ہوئے، لیکن جب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خواب سنا تو انہوں نے تعبیر یہ بتائی کہ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو آپ کی زندگی کے چند روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ کو زہر دیا گیا جس کے باعث آپ شہید ہو گئے۔

☆زہر دینے والے کی نشاندہی نہیں کی:

بعض جاہل اور بدبخت یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا۔ یہ بات بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی خبر نہ تھی کہ مجھے کس نے زہر دیا۔ اب تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 399 پر امام سیوطی علیہ الرحمہ کی تحقیق سنئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دینے

والے کی نشاندہی کر دیں لیکن آپ نے نام بتانے کے بجائے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔کوئی شخص محض میرے گمان کی بناء پر کوئی قتل ہو (یعنی میں نے کسی پر گمان کیا اور اصل میں قاتل وہ نہ ہوا تو)

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 345 پر امام ابن حجر علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ شہادت سے قبل امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔اے میرے بھائی! مجھے تین بار زہر دیا گیا ہے مگر اس طرح کا زہر مجھے کبھی نہیں دیا گیا۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ فرمایا کیا تیرے سوال کا مقصد یہ ہے کہ تو ان سے جنگ کرے مگر میں ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

محترم حضرات! امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دینے والے کا نام نہیں بتا رہے اور اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہے ہیں مگر اس دور کے بدبخت لوگ نا جانے کس کس کا نام لے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے۔

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 344 پر امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے بھائی! ہمارے والد نے خلافت کو چاہا تو رب

تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دی، پھر چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ پھر شوریٰ کے وقت آپ کو یقین تھا کہ خلافت مجھے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ہمارے والد کی بیعت کی گئی پھر ان سے تنازع کیا گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تلوار سونپ لی مگر خلافت کا معاملہ آپ کے لئے صاف نہ ہوا۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ہم میں نبوت اور خلافت کو اکھٹا نہیں کرے گا۔ میں جانتا ہوں کہ کوفہ کے لوگ تجھے دھوکہ دیں گے۔ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کر لیا ہے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اس بات کا مطالبہ کرنا۔ میرا خیال ہے لوگ عنقریب اس سے روکیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان سے بحث نہ کرنا۔

محترم حضرات! آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی آخری گفتگو سماعت کی جس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات تو یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خلافت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ ایسے روشن ضمیر تھے کہ انہوں نے اپنی مومنانہ فراست سے جان لیا کہ میرے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ والے دھوکہ بازی کریں گے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات بہت اچھے تھے۔اگر اچھے نہ ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کبھی حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت نہ مانگتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کبھی انہیں اجازت نہ دیتیں۔ثابت ہوا کہ دشمنان صحابہ بکواس کرتے ہیں۔امام حسن رضی اللہ عنہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا میں باہمی محبت تھی۔

شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ:

28 صفر المظفر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تدفین کی اجازت چاہی۔آپ نے اجازت عطا فرمائی۔لیکن حاکم مدینہ مروان حائل ہوا جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے ہتھیار سنبھال لئے مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے درمیان میں صلح کرادی اور آخر کار امام حسن رضی اللہ عنہ کو

آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ ساجدہ طیبہ طاہرہ شہزادئ کونین حضرت بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نورانی پہلو میں (جنت البقیع) میں دفن کر دیا۔

محترم حضرات! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بلند و بالا اخلاق و کردار، صبر و تحمل اور سخاوت و ایثار اور فہم و فراست سے یہ ثابت کر دیا کہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا شہزادہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ امام حسن رضی اللہ عنہ کے مرقد انور پر بے حد و بے حساب رحمتوں کا نزول فرمائے اور ہم سب کو ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاہِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 33 ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! محرم الحرام کا بابرکت مہینہ جاری وساری ہے۔ حرمت

والے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے۔اس ماہ مبارک کی بڑی برکتیں ہیں جیسے ہی محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے۔ ہمارے اسلاف کی قربانیاں ہمارے ذہنوں میں تازہ ہو جاتی ہیں۔یکم محرم الحرام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت اور دس محرم الحرام حضرت سیدنا امام حسین اور ان کے رفقاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لازوال قربانیاں تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

آج کی اس محفل میں آپ کے سامنے نواسۂ رسول امام عالی مقام امام ہمام حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت کے حوالے سے کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ولادت باسعادت:

آپ کا نام رسول پاک ﷺ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے شبیر کے نام پر رکھا۔لفظ شبیر کا عربی میں ترجمہ حسین بنتا ہے۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

ذکی، شہید اعظم، امام عالی مقام، سید شباب اہل الجنۃ، سبط الرسول اور ریحان الرسول آپ کے القابات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 4 شعبان المعظم 4ھ بروز سہ شنبہ مدینہ منورہ

میں ہوئی۔آپ اپنے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ سے گیارہ ماہ دس دن بعد پیدا ہوئے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو سرور کونین ﷺ آپ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔محبت وشفقت سے گود میں اٹھایا۔کانوں میں اذان واقامت کہی ۔تحنیک فرمائی پھر ساتویں دن دو مینڈھے ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا۔

نہایت ہی حسین وجمیل، فصیح السان، بڑے بردبار، حلیم الطبع، عزت وشان والے اور نہایت ہی صبر وتحمل کے پیکر تھے۔ نبی پاک ﷺ ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔حتیٰ کہ جو امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔حضور ﷺ اس شخص سے بے حد محبت فرماتے ہیں چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 2643 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا جس نے حسین سے محبت کی،اس نے مجھ سے محبت کی۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔

☆ایمان افروز خواب:

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں نقل فرمایا۔ نبی پاک ﷺ کی چچی جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا ایک دن بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا ہے۔خواب بیان کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے باربار دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ (مسکرائے اور) فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔

☆جبرئیل علیہ السلام بھی امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں:

اسد الغابہ اور الاصابہ میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور

آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ حسن! جلدی کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن سے کیوں فرمارہے ہیں؟ (حسین چھوٹے ہیں، ان سے کیوں نہیں فرمارہے) حضور ﷺ نے فرمایا کیونکہ جبرئیل امین حسین کو ایسا کہہ کر حوصلہ دلا رہے ہیں۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کی خاطر حضور ﷺ نے اپنے بیٹے کی قربانی دی:

شواہد النبوت صفحہ نمبر 305 پر علامہ جامی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز سید عالم ﷺ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے داہنے اور صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں جانب بٹھائے ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! خدا تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا۔ اب ان دونوں میں سے جسے آپ ﷺ چاہیں، پسند فرمالیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کی جدائی فاطمہ اور علی کو تکلیف دے گی اور مجھے بھی تکلیف ہوگی اور اگر ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو زیادہ غم مجھی کو ہوگا۔ اس لئے مجھے اپنا غم پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

نورالابصار صفحہ نمبر 114 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں کو اس طرح چوستے ہیں جیسے کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔

☆ایمان افروز واقعہ:

نزہۃ المجالس میں یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت علامہ نسفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حسنین کریمین نے دو تختیاں لکھیں۔ ہر ایک نے کہا کہ میری تحریر اچھی ہے۔ فیصلہ کے لئے مولا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ آپ فیصلہ فرمائیں کہ کس کی تحریر اچھی ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ یہ سوچ کر فیصلہ نہیں کر سکے کہ کسی ایک شہزادے کی دل شکنی ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس جاؤ، دونوں ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا فیصلہ کیجئے کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ میں فیصلہ نہیں کر سکوں گی۔ اس معاملہ کو تم اپنے نانا جان ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ وہ فیصلہ کر دیں گے کہ کس کی تحریر اچھی ہے۔

چنانچہ دونوں شہزادے نانا جان سرور کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور عرض کی۔ آپ فیصلہ فرمادیں کس کی تحریر اچھی ہے؟ کونین کے والی ﷺ نے سوچا کہ اگر حسن کی تحریر کو اچھی کہوں تو میرے حسین کو ملال ہوگا اور حسین کی تحریر کو عمدہ کہوں تو حسن کو رنج ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا فیصلہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کریں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سیب لایا ہوں۔ اس نے فرمایا کہ میں اس جنّتی سیب کو تختیوں پر گراؤں گا۔ جس تختی پر یہ سیب گرے گا، فیصلہ ہوجائے گا کہ اس کی تحریر اچھی ہے۔ اب دونوں تختیاں اکٹھی رکھی گئیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اوپر سے ان تختیوں پر سیب گرایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے راستہ ہی میں سیب کٹ کر آدھا ایک تختی پر اور دوسرا آدھا ایک تختی پر گرا۔ اس طرح رب کریم نے فیصلہ فرمادیا کہ دونوں شہزادوں کی تحریریں اچھی ہیں۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ کائنات کا پالنے والا رب ذوالجلال، امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے کتنی محبت فرماتا ہے کہ ایک کی بھی دل شکنی اسے گوارا نہیں۔

☆ سخاوت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب صفحہ نمبر 112 پر نقل فرماتے ہیں۔ایک روز ایک شخص نے حاضر ہوکر آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے فرزند رسول میں ایک مفلس و نادار شخص ہوں۔میں صاحب اہل وعیال ہوں۔ مجھے اپنے پاس سے رات کے کھانے میں سے کچھ عنایت فرمایئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔بیٹھ جاؤ، میرا رزق ابھی راستے میں ہے۔کچھ دیر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیناروں کی پانچ تھیلیاں آئیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔لانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معذرت خواہ ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فی الحال ان کو اپنے خدام پر خرچ فرمائیں۔مزید پھر حاضر کئے جائیں گے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس نادار و مفلس شخص کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے عنایت کرتے ہوئے معذرت کی کہ تمہیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ صرف اتنا ہی کمتر عطیہ تھا۔اگر میں جانتا کہ اتنی قلیل مقدار ہے تو تمہیں انتظار کی زحمت نہ دیتا۔

اس واقعہ سے جہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت نظر آتی ہے وہاں آپ کی مومنانہ فراست بھی واضح ظاہر ہوئی کہ آپ نے اپنی مومنانہ فراست سے آنے والے پانچ ہزار دیناروں کو دیکھ لیا۔اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی

نظروں سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

امام بغوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب معجم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی زیارت کے لئے اجازت طلب کی۔ رب تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نبی پاک ﷺ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رونق افروز تھے۔ آپ نے فرمایا اے ام سلمہ! دروازے کا اچھی طرح خیال رکھنا۔ کوئی اندر نہ آنے پائے۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازے پر نگہبانی فرما رہی تھیں کہ اتنے میں امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور زبردستی اندر چلے گئے اور نبی پاک ﷺ کے اوپر کھیلنے کودنے لگے تو آپ ان کو گود میں لے کر چومنے اور پیار کرنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر اس (بارش کے) فرشتہ نے دریافت کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے عرض کی! انہیں تو آپ کی اُمّت عنقریب شہید کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں، جہاں

ان کو شہید کیا جائے گا۔اس کے بعد اس (فرشتے) نے آپ کو ایک باریک سرخ (لال) مٹی دکھائی۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنے کپڑے میں محفوظ کر لی۔

حدیث شریف = حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سر الشہادتین میں نقل کرتے ہیں۔امام ابو نعیم علیہ الرحمہ حضرت ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں۔آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کیا۔آپ ﷺ کے بعد آپ کی اُمّت آپ کے اس بیٹے کو شہید کر دے گی اور ہاتھ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور پھر آپ کی خدمت میں تھوڑی سی مٹی پیش کی جس کو حضور ﷺ نے سونگھ کر فرمایا۔اس مٹی سے رنج و مصیبت کی بو آتی ہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو اس وقت جان لینا کہ میرے بیٹے (حسین) کو شہید کر دیا گیا ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر ایک شیشی میں محفوظ کر لی۔

محترم حضرات! ان دونوں احادیث سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت کی خبر آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن ہی میں مشہور تھی

اورایک مقدر تھا جسے ہو کر رہنا تھا اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جانتے ہیں۔ اس لئے آپ نے وہ سرخ مٹی اپنی ازواج میں سے صرف حضرت ام سلمہ کو دی۔ حالانکہ اس وقت آپ کی کئی ازواج حیات تھیں۔ کسی اور کو نہ دی۔ نگاہ مصطفی ﷺ دیکھ رہی تھیں کہ جب کربلا کا واقعہ رونما ہوگا، اس وقت صرف اور صرف میری زوجہ حضرت ام سلمہ حیات ہوں گی۔

☆ یزید کی تخت نشینی:

60ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید نے تخت نشین ہوتے ہی اپنی بیعت کے لئے ہر طرف حکم نامہ روانہ کئے۔ گورنر مدینہ ولید بن عقبہ کو یزید نے اپنے والد کے وصال کی اطلاع دی اور لکھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو۔ ان سب کو ایک لمحہ مہلت نہ دو۔

ولید بن عقبہ گھبرایا۔ مشورہ کے لئے مروان بن حکم کو بلایا۔ مروان نے کہا کہ تینوں حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بلاؤ اور یزید کی بیعت کا مطالبہ کرو۔ اگر بیعت سے انکار کردیں، تو قتل کردو۔ ولید بن عقبہ نے مروان کی گفتگو سن کر کہا۔ خدائے ذوالجلال کی قسم! اگر مجھے ساری دنیا کا مال و متاع بھی مل جائے تو بھی میں ان ہستیوں کے خون سے

اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہیں کرسکتا۔

یزید نے تخت نشین ہوتے ہی پہلا مطالبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا کیوں کیا؟ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء تیسری جلد صفحہ نمبر 198 پر فرماتے ہیں اس لئے کہ اگر ان دو ہستیوں نے یزید کی بیعت کر لی تو ان کے بعد اہل مدینہ کی بیعت آسان ہو جائے گی۔

یہاں یزید کے متعلق کچھ ضروری باتیں کروں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یزید صحابی نہیں تھا۔ بعض لوگ لاعلمی کی بنیاد پر اسے صحابی کہہ دیتے ہیں ۔ یزید 25ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوا۔ اس کی کنیت ابو خالد تھی۔ یزید بہت موٹا، بدخلق، فاسق وفاجر، شرابی، بدکار، ظالم اور بے ادب تھا۔

60ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت یزید کی عمر 35 برس تھی۔ اس کے دل میں اقتدار کا گھمنڈ اور بہت غرور تھا۔ بعض لوگ یہ حدیث پیش کر کے یزید کو جنتی بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ (نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کا پہلا لشکر جو (قسطنطنیہ) مدینۃ القیصر پر حملہ کرے گا، وہ بخشا ہوا ہے) یزید اس لشکر کا سپہ سالار تھا لہذا وہ بھی بخشا ہوا ہے۔ یہ تحقیق درست نہیں ہے جبکہ درست یہ ہے۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (قسطنطنیہ) مدینۃ القیصر پر پہلا

حملہ حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ہوا۔

الغرض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا۔امام حسین رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ بیعت کے انکار سے یزید بد بخت جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا لیکن آپ نے اپنی جان کو قربان کرنا گوارا فرمایا مگر یزید جیسے ظالم، فاجر اور شرابی کی بیعت کرنا گوارا نہ فرمایا۔

اگر امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کر لیتے تو وہ آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا اور دنیا کی بے شمار دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتا مگر امام حسین جانتے تھے کہ قیامت کے دن ہر شخص ظالم کی بیعت کرتے وقت یہ کہے گا کہ جب نواسۂ رسول ﷺ نے ظالم کی بیعت کر لی تو ہم کس کھاتے میں ہیں۔

بہر حال امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ کر مکہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔

محترم حضرات! مدینہ منورہ وہ شہر ہے جس سے محبوب خدا ﷺ بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ جب نبی پاک ﷺ کی سواری مدینے میں داخل ہوتی تو آپ چہرۂ انور سے کپڑا ہٹا دیتے اور سواری کی رفتار تیز فرما دیتے۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر 612 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے (دعا فرمائی) مدینہ کے لئے کہ اے اللہ! ہمیں مدینہ محبوب کر دے جیسا کہ ہم مکہ مکرمہ سے

محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطا فرما۔ (آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی حتیٰ کہ آپ کی سواری نے جب مدینہ منورہ کو دیکھا تو اس کی محبت میں رقص کرنے لگی)

مسلم شریف کی حدیث نمبر 3222 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! مدینہ میں، مکہ سے دگنی برکت دے۔

آج دنیا کا ہر مسلمان تمنا کرتا ہے کہ اے مالک و مولا! موت سے پہلے ایک مرتبہ تیرے محبوب ﷺ کا مدینہ دکھا دے۔

وہ مدینہ جو کونین کا تاج ہے
جس کا دیدار مومن کی معراج ہے
زندگی میں خدا ہر مسلمان کو
وہ مدینہ دکھادے تو کیا بات ہے

وہ مدینہ جسے دیکھنے کے لئے عاشق کی آنکھ ترستی ہیں۔ آج نبی کے نواسہ کے لئے مدینہ چھوڑنے کا وقت آ گیا ہے۔ اب امام حسین رضی اللہ عنہ آخری سلام کے لئے نانا جان رحمت عالمیان ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ امام حسین کا دل رو رہا ہوگا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے۔ نانا جان! وہ حسین جو حالت سجدہ میں آپ کی پیٹھ پر سوار

ہوجاتا تو آپ سجدہ طویل کردیتے تھے۔آج آپ کا بیٹا حسینؓ آپ کا مدینہ چھوڑ کر جارہا ہے۔

وہ حسینؓ! جو لڑکھڑاتے ہوئے بچپن میں مسجد نبوی میں چلا آتا تو آپ وعظ چھوڑ کر منبر سے اتر کر اپنی گود میں بٹھا لیتے۔نانا جان! وہ حسینؓ آج آپ کا مدینہ چھوڑ کر جارہا ہے۔

وہ حسینؓ! جب بچپن میں روتا تو میری والدہ سے فرماتے کہ اسے مت رلاؤ، اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

نانا جان! وہ حسینؓ...... جسے کاندھوں پر سوار کیا کرتے تھے۔

نانا جان! وہ حسینؓ......جس کے لئے آپ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو قربان کیا تھا۔آج آپ کا بیٹا حسینؓ آپ کا مدینہ چھوڑ کر جارہا ہے۔

نانا جان! اس لئے مدینہ چھوڑ رہا ہوں کہ میرا یہاں رہنا دشوار ہوگیا ہے۔نانا جان! میں جارہا ہوں، مجھے اجازت دیجئے۔

محترم حضرات! ذرا سوچیے جب امام حسینؓ رضی اللہ عنہ یہ کلمات کہہ رہے ہوں گے، اس وقت قبر انور میں سرکار اعظم ﷺ کا کیا حال ہوا ہوگا۔اس کا تصور اہل محبت کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے۔

پھر اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر الوداعی سلام پیش کیا۔آہ! یہ دن کتنے رنج

وغم کا دن تھا کہ نواسۂ رسول جن کا سب کچھ مدینہ میں ہے مگر وہ مدینے سے جا رہے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ الوداع کہہ کر روتے ہوئے واپس ہوئے اور ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ مدینۂ منورہ پر حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مکہ معظّمہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اب میں مدینہ منورہ واپس نہیں آؤں گا بلکہ یہ سلام، سلامِ آخر ہے۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ پہنچے اور آپ کی تشریف آوری کی لوگوں کو خبر ہوئی تو مکہ والوں کے لئے عید کا سماں تھا۔ مکہ والوں کے نصیب کھل گئے۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں، مسرتیں ہی مسرتیں تھیں کہ نواسۂ رسول جلوہ گر ہوگئے ہیں۔ جوق در جوق آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے اور آپ کی زیارت و محبت سے فیض حاصل کرنے لگے۔ مکہ میں آپ مہمان کی حیثیت سے مقیم رہے۔ نہ آپ نے یزید کے خلاف کسی کی بیعت لی، نہ کوئی طاقت ور لشکر جنگ کے لئے تیار کیا۔

☆کوفیوں کی چٹھیاں:

امام حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ میں کوفیوں کی چٹھیاں آنا شروع ہوگئیں۔ پہلی

چھٹی یعنی خط 10 رمضان 60ھ کو پہنچا، دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں خطوط امام حسین کی خدمت میں پہنچے۔

آپ نے صحابہ کرام سے مشوروں کے بعد اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم بھی اپنے مہربان باپ کے ساتھ ہولئے۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا۔ ہر کوفی جوق در جوق عقیدت ومحبت کے ساتھ بیعت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ کے اندر بارہ بارہ ہزار کوفیوں نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کو جب حالات سازگار معلوم ہوئے تو امام حسین کو خط لکھا کہ آپ تشریف لے آئیں۔

دوسری طرف یزید کے حکم پر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے گورنر بصرہ عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ ابن زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ میں اپنا جانشین بنا کر دوسرے دن کوفہ چلا گیا۔

عبیداللہ ابن زیاد نے کوفہ پہنچتے ہی ظلم وستم کا بازار گرم کرنا شروع کیا۔ اہل کوفہ کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا کہ وہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اب آہستہ آہستہ جان ومال قربان کرنے کا دعویٰ کرنے والے کوفی امام مسلم رضی اللہ

عنہ کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔ بالاخر چالیس ہزار میں سے پانچ سو رہ گئے جنہوں نے آپ کے پیچھے نمازعصر کی نیت باندھی۔ جب امام مسلم رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے اور آپ کے پیچھے صرف آپ کے دو شہزادے محمد اور ابراہیم تھے۔

امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اس غربت ومسافرت میں تنہا رہ گئے۔ شدید مشکلات اٹھانے کے بعد بالاخر دھوکہ سے آپ کو لے جایا گیا اور ابن زیاد کے حکم پر محل کی چھت پر لے جایا گیا اور بے دردی کے ساتھ شہید کر کے سر کو جسم کے ساتھ محل کے نیچے پھینک دیا۔ (تاریخ طبری)

جس دن امام مسلم رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اسی دن 3 ذوالحجہ 60ھ امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کربلا کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ سفر میں شامل آپ کے تین صاحبزادے، دو ازواج، ایک بیٹی اور ایک بہن تھیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے پانچ صاحبزادے حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ، حضرت محمد اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما تھے۔ امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے تین بھائی حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمن اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو

صاحبزادے حضرت محمد اور حضرت عون رضی اللہ عنہم تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابھی تک کوفے کے حالات معلوم نہ ہوئے تھے۔ جب آپ مقام ثعلبیہ میں پہنچے تو بکیر بن مشعبہ اسدی کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی بن عروہ دونوں شہید کر دیئے گئے اور ان کی لاشوں کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ اس دردناک خبر کو سن کر آپ نے بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی (طبری، جلد دوم، ص 227)

جیسے ہی یہ قافلہ پہنچا حر بن یزید تمیمی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے کو روک دیا اور کربلا میں اترنے پر مجبور کر دیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے قافلے والوں نے دریائے فرات کے کنارے خیمے نصب کر دیئے۔ یزیدیوں کی جانب سے تکالیف دینے کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ سات محرم الحرام کو آپ کے خیمے دریائے فرات سے ہٹا دیئے گئے۔

نو محرم الحرام کو یزیدی فوج امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلہ کی طرف بڑھنے لگی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور یزیدی فوج سے پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ عبیداللہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ لوگ اس کی بات مان لیں یا لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یزیدیوں

کے جواب سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان سے کہو ایک رات کی مہلت دیں تاکہ آج رات بھر ہم نماز پڑھیں اور دعا و استغفار کریں۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کے دستے سے کہا کہ ہمیں ایک رات کی مہلت دی جائے تو انہوں نے یہ بات مان لی۔ (طبری جلد 2، صفحہ نمبر 248)

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سے خطاب:

اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد ان سے خطاب فرمایا: خدائے رحمن تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔ سن لو! میں یقین رکھتا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں کل ہماری شہادت ہے۔ میں تم کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اسی میں جہاں تم لوگوں کا جی چاہے، چلے جاؤ۔ میری طرف سے کوئی تم پر الزام نہیں۔ یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ جب مجھے قتل کر لیں گے تو پھر کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھر آپ کے دوسرے بھائی، بیٹے، بھتیجے اور بھانجے سب نے یک زبان کہا:

اے امام! کیا ہم اس لئے چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا برا دن نہ دکھائے۔

پھر آپ کے ساتھیوں سے کہا اے امام! ہم اپنے ہاتھوں، اپنی گردنوں اور اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے۔ یہاں تک کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں گے۔

حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ ہم سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوں گے تو میں پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑوں گا اور اس طرح میں اپنی جان آپ پر نچھاور کردوں گا۔ (طبری جلد 2، صفحہ نمبر 25)

اس کے بعد آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں نے نماز و دعا اور توبہ و استغفار میں ساری رات گزار دی اور اس کے ساتھ ہی خیموں کی پشت پر خندق کھود کر لکڑیاں بھر دیں تاکہ جنگ کے وقت ان میں آگ لگادی جائے تو دشمن پیچھے سے حملہ نہ کرسکے۔

یوم عاشورہ دس محرم الحرام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بیٹا! فجر کی اذان کہو، تین دن کے بھوکے پیاسے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے سوکھے ہوئے گلے سے رقت انگیز

زندگی کی آخری اذان کہی۔ پھر تمام اصحاب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی۔

دس محرم الحرام کا سورج طلوع ہوا تو خون میں ڈوبا ہوا تھا۔ آج چھ ماہ کے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقوم میں تیر پیوست ہونا تھا۔ آج حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی جوانی کو قربان کرنے کا دن ہے۔ آج خاندان رسول ہاشمی کے بھوکے پیاسے شہزادوں کے خون سے زمین کربلا کو سرخ ہونا تھا۔

☆ جنگ سے قبل اتمام حجت:

دس محرم الحرام کی صبح امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں تشریف لے گئے اور تقریر فرمائی۔

اے لوگو! میرے نسب پر غور کرو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمہارے لئے کیا میرا خون بہانا جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں۔ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو؟ کیا میں ان کے چچازاد بھائی مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا تم میں سے کسی نے یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کو جنتی نوجوانوں کا سردار فرمایا ہے۔ کیا یہ حدیث تمہیں میرا خون بہانے سے روکنے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا

میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے؟ کسی کا مال ہلاک کیا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو زخمی کیا ہے؟ جس کا بدلہ تم مجھ سے چاہتے ہو؟

خدا کی قسم! میں ذلت کے ساتھ تمہارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ہرگز نہ دوں گا اور نہ غلاموں کی طرف اطاعت کا اقرار کروں گا۔

ان ظالموں سے کوئی امید تو نہ تھی مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

☆جنگ کا آغاز:

دستورِ عرب کے مطابق پہلے انفرادی جنگ کا آغاز ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کو مخاطب کر کے فرمایا: کون ہے جو آج گھرانۂ اہلبیت کی مدد کرے گا؟ امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر حر بن یزید التمیمی خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص اس سے پوچھتا ہے۔ اے حر! تم تو کوفہ والوں میں سب سے بہادر شخص ہو، تمہاری بہادری کی تو مثالیں دی جاتی ہیں، اس سے پہلے تمہاری ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی گئی۔ یہ سن کر حضرت حر فرمانے لگے۔ میرے ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دوزخ ہے۔ مجھے آج اسی وقت دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ پھر اپنے گھوڑے کو یہ

کہہ کرآگے بڑھایا کہ ہوسکے تو جنت ہی میں جانا چاہئے۔

یہ نعرہ حر کا تھا جس وقت فوج شام سے نکلا
کہ دیکھو یوں نکلتے ہیں جہنم سے خدا والے
ہزاروں میں بہتّر تن تھے تسلیم ورضا والے
حقیقت میں خدا ان کا تھا اور وہ تھے خدا والے
حسین ابن علی کی کیا مدد کرسکتا تھا کوئی
وہ تو خود مشکل کشا تھے اور تھے مشکل والے
کسی نے جب وطن کا پوچھا تو یوں فرمایا حضرت نے
مدینے والے کہلاتے تھے اب ہیں کربلا والے
دوائے درد عصیاں پنج تن کے در سے ملتی ہیں
زمانے میں یہی مشہور ہیں دارالشفاء والے

حضرت حر رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور نواسۂ رسول سے عرض کی۔ حضور! میں آپ کا مجرم ہوں۔ میں ہی آپ کے قافلہ کو گھیر کر میدان کربلا تک لایا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اگر میں نے آپ کا ساتھ دیا تو کیا قیامت کے دن آپ کے نانا جان کی شفاعت مجھے نصیب ہوگی؟

یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں تیرا رب تجھے معاف کردے گا اور تجھے میرے نانا جان ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔ یہ سن کر حضرت حر رضی اللہ عنہ میدان کارزار کی طرف بڑھے اور ایسے دیوانہ وار لڑے کہ یزیدیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے بالآخر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

(البدایہ والنہایہ، جلد 8، ص 180)

حضرت حر رضی اللہ عنہ اصحاب حسین کے پہلے شہید تھے۔ اب ایک مجاہد لشکر حسین سے نکلتا اور ایک یزیدی لشکر سے نکلتا۔ آپ کے جان نثار دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ دیتے۔ یزیدیوں کو واصل جہنم کرکے اور پھر خود بھی جام شہادت نوش کرکے نواسۂ رسول کے قدموں پر نثار ہوجاتے۔ ایک ایک کرکے سارے ساتھی جام شہادت نوش کرگئے۔

☆ خاندان رسول کی جانثاری:

اب پیغمبر اعظم ﷺ کے خاندان کے افراد کی باری تھی۔ ان کے چہرے تمتمارہے تھے۔ بھوک اور پیاس سے برا حال ہورہا تھا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہمشکل مصطفیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے جوان بیٹے حاضر خدمت ہوکر

عرض کرتے ہیں۔ ابا جان! اب مجھے اجازت دیجئے؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی پیشانی پر الوداعی بوسہ لیتے ہوئے جواں سال بیٹے کو سینے سے لگاتے ہوئے دعائیں دے کر مقتل کی طرف روانہ کیا کہ بیٹا! جاؤ، اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرو۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ شیر کی طرح میدان جنگ میں آئے اور ایسے حملہ آور ہوئے۔ ایسا لگتا تھا کہ یزیدی فوج پر قہر خداوندی نازل ہوا ہو۔ دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ رہے تھے۔ اچانک پیاس نے ستایا تو ابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ابا جان! صرف ایک گھونٹ پانی مل جائے۔ میں ایک یزیدی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! میں تمہیں پانی تو نہیں دے سکتا، اپنے پیاسے باپ کی سوکھی ہوئی زبان چوس لو، شاید کچھ تسکین ہو جائے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے ابا جان کی سوکھی ہوئی زبان چوسی، ایک نیا حوصلہ اور ولولہ ملا۔ پلٹ کر پھر لشکر یزید پر حملہ کر دیا۔ اچانک لڑتے لڑتے آواز دی۔ ابا جان! ابا جان! آ کر مجھے تھام لیجئے۔ آپ کا علی اکبر سواری سے گر رہا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ جواں سال بیٹے کی شہادت کی گھڑی آ گئی۔ دوڑ کر حضرت علی اکبر کی طرف آئے۔ قریب ہو کر دیکھا تو شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ زمین پر جلوہ گر تھے۔ لشکر یزید کے کسی بد بخت سپاہی کا نیزہ

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں پیوست ہو چکا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ زمین پر جلوہ گر ہو گئے اور اپنے زخمی بیٹے کا بوسہ لیا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ابا جان! اگر یہ نیزے کا پھل سینے سے نکال دیں تو پھر دشمن پر حملہ کروں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لے لیا۔ نیزے کا پھل کھینچا تو سینے سے خون کا فوارہ بہہ نکلا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جواں سال بیٹے کی لاش کو دیکھ کر عرض کرنے لگے۔ اے مالک مولا! میں اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں تو بھی مجھ سے راضی ہو جا۔

☆ اب امام حسین رضی اللہ عنہ نے نظریں اٹھائیں تو سامنے امام حسن رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر تلوار لہراتے ہوئے نکلے اور شیر کی طرح حملہ آور ہوئے اور یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے لگا۔ یزیدیوں نے جب یہ دیکھا تو چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ کسی بدبخت نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے سر انور پر تلوار ماری۔ آپ نے آواز دی۔ اے چچا جان اور چکرا کر زمین پر تشریف لے آئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی لاشے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ شدید غم میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک خیموں سے پاک بیبیوں کی آواز آئی۔ اے امام! اپنے ننھے شہزادے علی اصغر کو لے جائیں۔ پیاس کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہے۔ اب تو یہ روتا ہے تو اس کی آواز بھی نہیں نکلتی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ننھے منے شہزادے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیا۔ خوب پیار کیا اور میدان کارزار میں یزیدیوں سے فرمانے لگے۔ اے یزیدیو! اس ننھے منے بچے کو دیکھو۔ یہ پیاس کی وجہ سے کیسا بلک رہا ہے۔ یہ پانی پی کر اس قابل نہیں ہو جائے گا کہ تم سے جنگ کرے۔ اپنے ہاتھوں سے ہی چند قطرے ٹپکا دو۔

امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ ایک شقی بد بخت نے تیر مارا جو حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقوم میں پیوست ہو گیا۔ ننھا شہزادہ اپنے ہی خون میں نہا گیا۔ امام حسین نے آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کی۔ باری تعالیٰ! ہم تیری خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ میرے شہزادے کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔

آہ! آج میدان کربلا میں خاندان ہاشمی کے مہکتے پھول بکھرے پڑے ہیں۔ کہیں حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ تو کہیں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، کہیں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو کہیں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

کے بھائیوں کے لاشے اور کہیں وہ ننھی کلی بھی ہے جو ابھی کھلنے بھی نہ پائی تھی۔

زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں

شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

آج سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پھولوں نے کربلا کے جنگل کو گلزار بنادیا ہے اور اپنے نانا جان سید عالم ﷺ کے دین کے تحفظ کے لئے ایسی قربانیاں دی ہیں جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

☆ اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے ان کے آخری اور بیمار شہزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ میدان کارزار میں جانے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا زین العابدین! تم بیمار ہو اور میرے بعد خواتین کا کوئی محرم بھی ہونا چاہیئے اور تم سے تو میرا اسلسلہ نسب چلے گا۔ میں تمہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔

یہ کہہ کر الوداعی ملاقات سب سے فرما کر امام حسین رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ اتمام حجت کے لئے تشریف لائے اور یزیدیوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔

☆ امام کی آخری تقریر:

اے لوگو! تم جس رسول کا کلمہ پڑھتے ہو، اسی رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے حسن وحسین سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ تو اے یزیدیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری دشمنی سے باز آجاؤ۔ اگر واقعی خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہو تو سوچو اس خدائے شہید و بصیر کو کیا جواب دو گے؟ رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ بے وفاؤ! تم نے مجھے خطوط بھیج کر بلایا اور جب میں یہاں آیا تو تم نے میرے ساتھ ایسا برا سلوک کیا کہ ظلم کی انتہا کر دی۔

ظالمو! تم نے میرے بیٹوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو خاک وخون میں تڑپایا۔ اپنے رسول کا گھر ویران کرنے والو! اگر قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے انجام پر غور کرو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو۔ پھر یہ سوچو کہ میں کون ہوں؟ کس کا نواسہ ہوں؟ میرے والد کون ہیں؟ میری والدہ کس کی لخت جگر ہیں۔ ظالمو! اب بھی وقت ہے، شرم سے کام لو اور میرے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو۔

محترم حضرات! یزیدی اتنے شقی اور بدبخت تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بھی جانتے تھے کہ ان کے دل نہایت سخت ہو چکے ہیں مگر وہ اپنا فرض پورا کر رہے تھے کہ کہیں محشر میں کوئی یزیدی یہ نہ کہے کہ ہمیں کسی نے سمجھایا نہ تھا۔

نواسۂ رسول کربلا کے میدان میں تنہا کھڑے ہیں۔ ہونٹوں پر تشنگی کے کانٹے چبھ رہے ہیں۔ آسمان سے سورج آگ برسا رہا ہے۔ آج فرات کا پانی

ہر شخص چرند، پرند، انسان، جانور سب کے لئے عام ہے مگر نواسۂ رسول کو پانی پینے کی اجازت نہیں ہے۔

شیر خدا کے شیر اپنے تمام اثاثے لٹانے کے بعد بھی استقامت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ ایمان کی روشنی آنکھوں سے جھلک رہی ہے۔ چہرۂ انور پر اعتماد کا نور بکھرا ہوا ہے۔ گھوڑے پر سوار ہیں، شہادت کی تیاری ہے۔

اے زمین والو! جی بھر کے دیکھ لو نواسۂ رسول کو اس کے بعد یہ نورانی مکھڑا کوئی نہ دیکھ سکے گا۔ آج آخری دیدار کرلو۔

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہلبیت

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ بذات خود تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ یزیدی عساکر پر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ فرزند شیر خدا کا سامنا کرنے سے ہر کوئی کترا رہا ہے۔ الغرض کہ آپ نے حملہ شروع کر دیا، جو آپ کے سامنے آیا، آپ اس کو تہہ تیغ کرتے گئے۔ یہاں تک کہ بے شمار یزیدی آپ نے واصل جہنم کئے۔ بائیس ہزار یزیدیوں کا مقابلہ تن تنہا بھوکے پیاسے کرتے رہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت، جرأت اور استقامت دیکھ کر یزیدی فوج نے انفرادی جنگ بند کردی اور ایک بدبخت نے

آواز دی۔ دیکھتے کیا ہو، تیروں کی بارش کردو۔ تیروں کی برسات میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر چھلنی ہو گیا۔ زخموں سے چور چور امام عالی مقام پر چاروں طرف سے حملہ کردیا گیا پھر آپ کو چاروں طرف سے دشمنوں نے نرغے میں لے لیا۔

وہ گل عذرا فاطمہ خاروں میں گھر گیا
تنہا علی کا لعل ہزاروں میں گھر گیا

امام عالی مقام زخموں سے چور چور اپنی مبارک سواری سے نیچے تشریف لے آئے۔ اب زندگی کا آخری لمحہ آ پہنچا۔ امام عالی مقام نے دریافت کیا۔ کون سا وقت ہے؟ جواب ملا، نماز کا وقت ہے۔ فرمایا: مجھے نماز پڑھ لینے دو۔

اے امام! آپ کی عظمت کو سلام زندگی کے ان آخری لمحات میں انسان اپنے بہن، بھائی، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے ملاقات کی خواہش کرتا ہے مگر آپ نے کوئی ایسی خواہش نہ کی بلکہ نماز پڑھنے کی خواہش کی۔ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی خواہش کی اور ہمیں پیغام دے گئے کہ اے میرے نانا جان کے امتیو! کیسا ہی کٹھن موقع آ جائے، نماز نہ چھوڑنا۔

میدان کربلا میں شہ تشنہ کام نے
پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے

رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے نہیں
مرجاتے ہیں مگر نماز چھوڑتے نہیں

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خون آلودہ مبارک ہاتھوں سے تیمم فرمایا اور نماز شروع کردی۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بدبخت شمر آگے بڑھا اور امام عالی مقام کے سر ناز کو تن اقدس سے جدا کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جس گردن کے بوسے محبوب خدا ﷺ لیا کرتے تھے، اس گردن پر تلوار ماری گئی۔ یہ گردنِ حسین رضی اللہ عنہ کٹی یا بوسہ گاہ مصطفی ﷺ کٹ گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کردیا۔

مرد حق باطل سے خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

کربلا والوں نے دین کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر اسلام کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی دینی پڑے تو اس سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

گھر لٹانا جان دینا کوئی ان سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہلبیت

کلمۂ توحید ہے تیری شہادت اے حسین
تو نہ ہوتا تو نہ رہ جاتی صداقت اے حسین
تیری قربانی نے زندہ کردیا اسلام کو
وہ رہے گا تاابد تیری بدولت اے حسین
ملت اسلام کو ملتا ہے اک درس حیات
کیسے بھولیں ہم ترا یوم شہادت اے حسین

دس محرم الحرام حسینیت کی فتح اور یزیدیت کی شکست کا دن ہے۔ دس محرم الحرام حق کی فتح اور ظلم کی شکست کا دن ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

☆ امام احمد اور امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں سرکار کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اقدس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں خون سے لبالب بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اس بوتل میں یہ خون کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ یہ حسین اور ان کے

ساتھیوں کا خون ہے جو آج کے دن صبح سے میں جمع کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت اور دن کو یاد رکھا۔ بعد میں مجھے خبر ملی تو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی روز شہید کیا گیا۔ (سر الشہادتین)

☆ امام حاکم اور امام بیہقی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ مجھے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اقدس اور داڑھی شریف پر گرد وغبار پڑا ہوا ہے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا (میرے بیٹے حسین کو کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے) میں ابھی مقتل حسین میں گیا تھا (سر الشہادتین)

☆ امام بیہقی اور امام ابو نعیم بصرہ ازدیہ سے نقل کرتے ہیں۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو (رات کو) آسمان سے خون کی بارش برسی۔ صبح ہم نے دیکھا کہ ہمارے گھڑے اور مٹکے خون سے لبریز تھے اور ہماری ہر چیز خون آلود تھی (سر الشہاتین)

☆ شہادت کے بعد یزیدیوں کا ظلم:

خاندان رسول کا ایک ایک فرد کو قتل کرنے کے بعد بھی یزیدیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ انتقام کی آگ سرد نہ ہوئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اوران کے جاں نثار رفقاء کے لاشوں پر گھوڑے دوڑائے، گھوڑوں کی ٹاپ سے شہزادگان رسول کے نازک جسموں کو روندڈالا گیا۔ یہ نازک جسم پہلے ہی سے تیغ و تیر سے چھلنی ہو چکے تھے۔ مزید ظلم وستم کیا گیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش سے گزریں تو انتہائی درد کے ساتھ روتے ہوئے مدینے کی طرف منہ کرکے پکارا: وامحمداہ! وا محمداہ! آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا سلام ہو۔

نانا جان! امام حسین میدان کربلا میں بے گوروکفن پڑے ہوئے ہیں۔ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں اور تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ آپ کے شہزادوں کو قتل کیا گیا۔ ہوا ان کی لاشوں پر خاک اڑا رہی ہے۔ آپ کی بیٹیاں قید میں ہیں۔ ہمارے خیموں کو آگ لگادی گئی۔ ہمارا سامان چھین لیا گیا۔

نانا جان! آپ کا گھرانہ کھلے آسمان تلے رات گزار رہا ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یہ درد بھری پکارسن کر ہر کوئی رونے لگا۔

☆ قافلہ کوفہ کی طرف روانہ:

11 محرم الحرام کی صبح خاندان اہلبیت کے افراد کو قیدی بنا کر کوفہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

دوسری طرف جب یزیدی لشکر چلا گیا تو قبیلہ بنی اسد نے جو قریب کے گاؤں عاضریہ میں رہتا تھا، امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی لاشوں کو آ کر دفن کیا۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اور ابن زیاد:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور جب کوفہ پہنچا اور بھرے دربار میں ابن زیاد کے سامنے طشت میں رکھا گیا۔ اس وقت ابن زیاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے لبوں اور دانتوں کو ٹھوکر دینے لگا۔ صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نہایت بوڑھے جو اس وقت وہاں موجود تھے، اس گستاخی کو دیکھ کر تڑپ گئے اور روتے ہوئے فرمایا: چھڑی کو ہٹالے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ ان لبوں اور دانتوں کو چوما کرتے تھے اور پھر زاروقطار رونے لگے۔ ابن زیاد نے غصے میں کہا کہ خدا تجھے خوب رلائے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا اور تیری عقل خراب نہ ہوگئی ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ

افسوس ہے تجھ پر تجھے میرے بڑھاپے کا تو خیال آیا مگر اپنے نبی کی نسبت کا خیال نہیں آیا۔

اس کے بعد ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِانور اور شہزادیوں کو کوفہ کے کوچہ و بازار میں پھروایا اور اس طرح اپنی بے غیرتی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِانور اور پاک بیبیوں والا قافلہ کوفہ کے بازار اور گلیوں سے گزرا تو کوفہ والے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر رونے اور پیٹنے لگے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا: اے کوفہ والو! تم ہی وہ لوگ ہو جس نے میرے بھائی حسین کو خطوط لکھ کر بلوایا اور جان و مال نچھاور کرنے کی باتیں کی تھیں اور جب میرا بھائی آیا تو تم لوگوں نے بے وفائی کی اور اب روتے پیٹتے ہو۔ میں تمہارے خلاف دعا کرتی ہوں تم ہمیشہ روتے اور پیٹتے رہو گے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے مقبول ہوئے کہ آج بھی ایک گروہ روتا اور پیٹتا رہتا ہے۔

☆ خاندان رسالت کا قافلہ دمشق کی جانب:

اب خاندان رسالت کے افراد کو قیدی بنا کر دمشق یزید کے پاس روانہ

کردیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب سرالشہادتین میں لکھتے ہیں کہ یزیدی جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ ایک مقام پر پہنچ کر نبیذ پینے کے لئے بیٹھے تو قدرت الٰہی سے ایک آہنی قلم ظاہر ہوا جس نے خون سے یہ عبارت لکھی۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَیْناً
شَفَاعَةُ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ: کیا امام حسین کے قاتل یہ امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے نانا جان ان کی شفاعت کریں گے۔

☆ منہال کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرناز کو دیکھا جب یزیدی اس کو اٹھائے لے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا۔ آپ کے سرناز کے سامنے ایک آدمی سورۂ کہف پڑھتا جا رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا

ترجمہ: کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اصحاب کہف میری قدرت کی عجیب نشانیوں میں

تھے۔

توحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرناز سے یہ آواز آنے لگی۔

وَ اَعۡجَب مَنۡ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ قَتۡلِىۡ وَ حَمۡلِىۡ

اور اصحاب کہف کا واقعہ عجیب تھا اور میرا قتل ہونا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا اس سے بھی عجیب تر ہے (سر الشہادتین)

☆عیسائی راہب کا سر انور سے اظہار عقیدت:

اسیران کربلا کا قافلہ آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راستے میں رات ہوگئی چنانچہ پڑاؤ کا فیصلہ کیا۔ پڑاؤ کی جگہ کے قریب ہی ایک گرجا گھر تھا۔ اس گرجے میں ایک ضعیف العمر عیسائی راہب رہتا تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ قافلے والے اپنے پیغمبر کے نواسے اور ان کے اصحاب کے سر لے کر جا رہے ہیں تو وہ قافلہ کے قریب آیا اور قافلہ کے امیر سے کہنے لگا۔ میں تمہیں اپنی زندگی بھر کی کمائی دس ہزار دینار دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ ایک رات کے لئے یہ سر مجھے دے دو۔ یزیدی امیر نے اس شرط کو مان کر ایک رات کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اسے دے دیا۔ راہب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر اندر چلا گیا اور اسے خوشبودار پانی سے دھویا اور خوشبو لگائی۔ خوبصورت غلاف میں اونچی

جگہ پر رکھ کر رات بھر سر انور کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا اور زیارت میں مصروف رہا۔ راہب کہتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور سے نوری شعاعیں اٹھ کر عرش معلیٰ تک جاری ہیں۔ نور کا ہالہ سر اقدس کا طواف کر رہا ہے۔ جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو ساری رات محبت حسین میں آنسو بہاتا رہا۔ صبح ہوئی تو راہب کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا۔ یوں سمجھ لیں کہ راہب نے نواسۂ رسول کی محبت میں اپنی زندگی کی دولت قربان کی۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان کی لازوال اور انمول دولت سے نواز دیا۔

☆ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر، یزید کے پاس:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور جب یزید کے سامنے لایا گیا تو اس بدبخت کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ یزید وہ چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

”انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے، لیکن وہ بہت نافرمان اور ظالم تھے“

اس وقت یزید کے دربار میں صحابیٔ رسول حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے یزید کی یہ حرکت برداشت نہ ہوئی۔ انہوں نے

یزید سے کہا۔اے یزید! اپنی چھڑی (ان لبوں) سے ہٹا، خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ ان لبوں کے بوسے لیا کرتے تھے۔ (تاریخ طبری، جلد 4، ص 181)

☆ یزید کا مدینہ منورہ پر حملہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر 430 پر نقل فرماتے ہیں کہ جب یزید کو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے میری بیعت توڑ دی ہے تو 63ھ میں یزید نے بڑا لشکر بھیج کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ خوب لوٹ مار کی، مسجد نبوی میں تین دن تک نمازیں نہ ہوئیں۔ (مگر جب بھی نماز کا وقت ہوتا، قبر رسول سے اذان اور اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی) ہزارہا صحابہ ان یزیدی لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مسلمان لڑکیوں کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا اور یہ سب کچھ یزید کے حکم پر ہوا۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! یزید پر حملے کی تیاری ہم نے اس وقت کی، جب ہم کو یقین ہو گیا کہ اب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماں، بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کر رہے تھے۔ شرابیں پی جا رہی تھیں اور لوگوں نے نماز ترک

کردی تھی۔

☆ یزید کا مکۃ المکرمہ پر حملہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر 431 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ پھر یزید نے مکۃ المکرمہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس کا مقابلہ کیا۔ 64ھ کی یہ بات ہے کہ یزیدی فوج نے منجنیق سے پتھر برسائے۔ ان پتھروں کے شراروں سے کعبۃ اللہ شریف کا غلاف جل گیا۔ کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا، وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا، سب کچھ جل گیا۔

یہ حملہ جاری تھا کہ یہ خبر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی کہ یزید ملک شام میں مر گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا۔ اے شامیو! تمہارا گمراہ کرنے والا یزید مر گیا۔ جب یہ خبر شامی لشکر میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور سخت ذلت اٹھائی۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جتنا بھی ظلم ہوا، وہ ابنِ زیاد اور یزیدی فوج نے کیا۔ اس میں یزید کا کوئی قصور نہ تھا۔

☆ اگر یزید کا کوئی قصور نہ تھا تو یزید نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے کوفہ پہنچنے پر اس وقت کے کوفہ کے گورنر صحابئ رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ظالم و بدنہاد عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر کیوں بنایا؟

☆ اگر یزید اچھا آدمی تھا تو اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قصاص میں ابن زیاد کو قتل کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ بلکہ سزا دینا تو درکنار، عہدے سے بھی نہیں ہٹایا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے امام حسین کے لبوں پر چھڑی کیوں ماری؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے گھرانۂ اہلبیت سے معافی کیوں نہیں مانگی؟

☆ خاندان رسالت کی پاک دامن بیبیوں کو قیدی بنا کر کیوں رکھا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے مکۃ المکرمہ اور مدینۂ منورہ پر حملہ کیوں کروایا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو علمائے اسلام، امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن جوزی، علامہ ابن حجر مکی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ تفتازانی، علامہ محمود آلوسی رحمہم اللہ نے اسے ظالم، جابر، فاسق، شرابی اور امام حسین رضی اللہ

عنہ کا قاتل کیوں لکھا؟

معلوم ہوا کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا جو کچھ ہوا، اس کے حکم سے ہوا۔

☆ واقعہ کربلا سے ملنے والے اسباق:

1۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کبھی مخالفت نہ کی اور نہ ہی کبھی ان کے خلاف تلوار اٹھائی، اس سے ہمیں سبق ملا کہ اہل حق کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے اور باطل کی بھرپور مخالفت کرنی چاہئے۔

2۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا جانے سے قبل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ لیا۔راستے میں اپنے ساتھیوں سے بھی مشورے لیتے رہے۔اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کوئی بھی کام انجام دینے جائیں تو مسلمانوں سے مشورہ کرنا چاہئے، یہ سنت رسول ہے۔

3۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رخصت پر عمل کیا۔اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جس کا جتنا بڑا مرتبہ ہوتا ہے اس پر ذمہ داری بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔

4۔امام حسین رضی اللہ عنہ اگر حرمین میں ہی یزید کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے تو حرمین کا بچہ بچہ آپ کے ساتھ ہوتا مگر آپ نے حرمین سے باہر نکل کر یزیدیت کا مقابلہ کیا۔اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ حرمین میں خون بہانا سخت بے ادبی ہے۔

5۔آپ نے جنگ کو ٹالنے کی بڑی کوشش کی اور آخری وقت تک اتمام حجت قائم کرتے رہے۔اس سے ہمیں سبق ملا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ سے گریز کرنا چاہیے' پہل نہیں کرنی چاہیے۔

6۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا' پیاروں کو شہید ہوتا دیکھ کر نوحہ اور ناشکری نہ کی' اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کتنی بڑی مصیبت آئے' اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے۔

7۔امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے آخری رات عبادت میں گزاری۔عین میدان جنگ میں بھی نماز پڑھی' اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ مشکل کے وقت رونے چلانے اور شکوہ شکایت سے کچھ ہاتھ نہیں آتا' بلکہ مشکل کے وقت ذکر اللہ کی کثرت کرنی چاہیے۔

تاریخ میں ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک قول ملتا ہے۔آپ فرماتے ہیں: مجھے جنت سے زیادہ عزیز نماز ہے کیونکہ جنت میں میری رضا ہے اور نماز

میں میرے رب کی رضا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنا سب کچھ دین اسلام پر قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امام حسین اور ان کے تمام ساتھیوں کے مزارات پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

جمعۃ المبارک کے فضائل و برکات

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ جمعہ سے آیت نمبر 9 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ انبیاء ورسل پر اپنے محبوب ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی۔ کل اُمتوں پر اپنے محبوب ﷺ کی اُمّت کو فضیلت عطا فرمائی۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ایام میں رب کریم نے جمعہ کے دن کو تمام ایام پر فضیلت عطا فرمائی اور اس دن کو ایام کا سردار ارشاد فرمایا۔

☆جمعہ کے معنی:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں: چونکہ جمعہ کے دن تمام مخلوقات وجود میں مجتمع (اکھٹی) ہوئی، تکمیل خلق اسی دن ہوئی نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اسی دن جمع ہوئی نیز اسی دن میں لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے مدینے پہنچ کر پہلی مرتبہ بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا خطبہ دیا اور جمعہ ادا فرمایا۔ اس مقام پر آج مسجد جمعہ قائم ہے۔

سرورکونین ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں کم وبیش پانچ سو جمعہ ادا فرمائے۔

اب آپ کی خدمت فضائل جمعہ پر احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

1: سنن ابن ماجہ میں حدیث 1098 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جمعہ عید کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے، پس جو نماز جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کر لے اور خوشبو لگائے اور تم مسواک کرنے کو لازم پکڑلو۔

2۔ طبرانی معجم الاوسط حدیث نمبر 3433 ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز فقط جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر یوں کہ جمعہ سے پہلے روزہ رکھ لے یا بعد میں۔

مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے بلکہ جمعرات اور جمعہ رکھ لے یا جمعہ اور ہفتہ روزہ رکھ لے۔

3۔ سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ میں حدیث نمبر 1052 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص تین جمعہ سستی کی بناء پر چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

وہ لوگ جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے یا نفس کی پیروی کی وجہ سے جمعہ چھوڑ

دیتے ہیں، ان کے لئے اس حدیث میں درس عبرت ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

4۔طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 7966 نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے دن غسل کرے گا، اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جائیں گی پس جب وہ چلے گا تو اس کے ہر قدم کے بدلے اسے بیس نیکیاں ملیں گی پس جب وہ نماز سے فارغ ہو کر پلٹے گا تو اسے دوسو سال کے عمل کا اجر دیا جائے گا۔

احناف کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی جمعہ کے دن غسل سنت کی نیت سے کرے گا تو اجر پائے گا اور اگر نہیں کرے گا تو گناہگار نہیں ہوگا۔

5۔صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 883 نقل ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور بقدر استطاعت طہارت حاصل کرے اور تیل میں سے تیل لگائے اور اپنے گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لگائے پھر دو افراد میں فرق نہ کرے پھر نماز پڑھے جو اس کے لئے مقدر ہو پھر امام کے خطبے کے وقت وہ خاموش رہے تو اس کے لئے اس جمعہ اور آئندہ جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

6۔امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 1046 نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت حمید بن عبدالرحمن حمیدی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن تراشے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بیماری دور فرمائے گا اور شفا کو داخل فرمائے گا۔

7۔ بخاری شریف کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 881 نقل ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا پھر پہلی گھڑی میں مسجد آ گیا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری گھڑی میں آیا، گویا اس نے گائے کی قربانی کی جو تیسری گھڑی میں آیا، اس نے گویا سینگ والا مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں آیا۔ اس نے گویا مرغی قربان کی اور جو پانچویں گھڑی میں آیا۔ اس نے گویا ایک انڈہ صدقہ کیا، پس جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔

8۔ صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں حدیث نمبر 3211 نقل ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں، وہ پہلے آنے والے پھر بعد میں آنے والوں کا نام لکھتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے تو ان رجسٹروں کو لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے آ جاتے ہیں۔

9۔ کتاب الزہد جلد دوم صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صبح اول وقت جمعہ کے لئے آ ؤ! بے شک اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن جنتیوں کے لئے ظاہر ہوگا، جنتی اس وقت سفید مشک کے ٹیلے پر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر وہ ہوگا جو جمعہ میں جلدی جایا کرتے تھے۔

10۔ الأم للشافعي، ایجاب الجمعۃ جلد اول ص 240 پر نقل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ جمعہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اُمّت کو فضیلت عطا فرمائی ہے، لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اس دن کے معاملے میں آپ کے پیچھے ہیں اور اس دن میں آپ کے لئے برکت ہے اور اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو خیر کی دعا مانگے گا، قبولیت کی گھڑی میں اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور یہ دن ہمارے نزدیک ''یوم المزید'' ہے۔ رسول پاک ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبرئیل! یہ یوم المزید کیا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس میں ایک وسیع وادی بنائی ہے، اس میں مشک کے ٹیلے ہیں پس جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں فرشتوں کو اتارتا ہے۔ اس وادی کے اردگرد نور کے منبر ہیں۔ وہ

منبر انبیاء کرام علیہم السلام کے بیٹھنے کی جگہ ہوں گے اور ان منبروں کے اردگرد سونے کے منبر ہوں گے جو یاقوت اور زبرجد سے مزین ہوں گے۔ان پر شہداء اور صدیقین ہوں گے۔ وہ مشک کے ٹیلے پر انبیاء کے پیچھے بیٹھیں گے پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ میں تمہارا رب ہوں، میں نے اپنا کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا۔ پس تم جو چاہو مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا۔ پس جنتی عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب جل جلالہ! ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے راضی ہوں اور جو تم مانگو، وہ عطا کرنا میرے ذمہ کرم پر ہے اور میرے پاس مزید ہے پس جنتی جمعہ کے دن کو پسند کریں گے کیونکہ اس میں ان کا رب ان کو خیر عطا فرمائے گا۔

11۔شعب الایمان کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 2780 میں ہے۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

12۔ترمذی شریف ابواب الجمعۃ میں حدیث نمبر 489 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: روز جمعہ کی قبولیت دعا والی ساعت کو عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

سراج العلماء حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی

میں فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن عصر تا مغرب قبولیت کی گھڑی اس بناء پر بھی ہے کہ ان ساعتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔

ذرا غور کیجئے! جن ساعتوں میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، وہ ساعتیں قبولیت کا ذریعہ بن جائیں تو جن ساعتوں میں یعنی پیر کے دن صبح صادق کے وقت سید عالم ﷺ کی ولادت ہوئی ہو، وہ ساعتیں کتنی مقبول ہوں گی؟

13: مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمعۃ میں حدیث نمبر 5513 نقل ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن صدقہ کرنے کا ثواب دگنا ہوتا ہے۔

14۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمعۃ میں حدیث نمبر 5513 نقل ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ کے دن میں نیکی کا ثواب اور بدی کا گناہ دگنا ہوتا ہے۔

15۔ الاحادیث المختارہ حدیث نمبر 429 میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بروز جمعہ سورۂ کہف پڑھے گا، اسے آٹھ دن تک حفاظت میں لے لیا جائے گا اور اگر ان دنوں میں دجال نکلا تو اس کی دجال سے بھی حفاظت کی جائے گی۔

16۔ الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 1098 نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا، اس کے قدموں سے آسمان کی بلندی تک نور روشن ہوگا۔ وہ قیامت کے دن اسے روشنی دے گا اور دو جمعوں کے درمیان کے اس کے (صغیرہ) گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

17۔ صحیح مسلم میں حدیث نمبر 854 ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں بہترین دن جمعہ کا ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن میں انہیں جنت سے اتارا گیا اور قیامت اسی دن میں قائم ہوگی۔

ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ جنات اور انسانوں کے علاوہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جو جمعہ کے دن قیامت کے خوف سے نہ چیختا ہو۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو خشکی اور سمندر اور اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق ڈر جاتی ہے، سوائے انسان کے۔

حضرت ابو عمران الجونی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جب بھی شب جمعہ آتی ہے آسمان والوں میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

18۔ طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 8026 میں ہے کہ حضرت ابوامامہ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص روز جمعہ یا شب جمعہ سورۂ دخان پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں عالیشان گھر بنائے گا۔

19۔ الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 948 نقل ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شب جمعہ سورۂ یٰس پڑھے گا، اس کی بخشش کردی جائے گی۔

20۔ طبرانی معجم الکبیر میں حدیث نمبر 2348 نقل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز پڑھے اور جمعہ کے دن روزہ رکھے اور مریض کی عیادت کرے اور جنازہ میں شرکت کرے اور نکاح میں شریک ہو، اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

21۔ طبرانی معجم الاوسط میں حدیث نمبر 6114 نقل ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جو ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ کی یا ان میں کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے گا، اس کی بخشش کردی جائے گی اور اسے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا۔

22۔ مسند ابو یعلیٰ میں حدیث 4113 نقل ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کے دن مرے گا، اسے عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا۔

23۔شعب الایمان کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر 2773 نقل ہے کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں درود کی کثرت کرو! پس جو ایسا کرے گا اسے قیامت کے دن شہید یا شفاعت کرنے والا لکھ دیا جائے گا۔

محترم حضرات! جمعہ کے دن کے کتنے فضائل ہیں۔ احادیث سن کر ایمان تازہ ہو گیا مگر افسوس ان مسلمانوں پر جنھوں نے بس یہ پکا ارادہ کرلیا ہے کہ ہمیں جمعہ ادا کرنے جانا ہے تو صرف اور صرف خطبہ سے تھوڑی دیر پہلے جانا ہے، پھر کیا ہوتا ہے عجلت میں دوڑتے ہوئے آتے ہیں۔ جلدی جلدی وضو کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور اس طرح نماز جمعہ کی اصل برکات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ ہم نماز جمعہ کا اہتمام کریں، جلدی جلدی سب سے پہلے مسجد میں آئیں تو خوب خوب جمعہ کی برکتیں لوٹیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کا خوب احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہتمام کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

نیک اعمال کو برباد کرنے والے گناہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 2 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

مسلمان جب نیک اعمال کرتا ہے تو شیطان اس کو نیک کام کرنے سے روکتا ہے مگر بعض مسلمان اپنے رب کی محبت میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ شیطان کے روکنے کے باوجود بھی وہ نیکیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اب شیطان پر یہ بہت گراں گزرتا ہے وہ کوشش کرتا ہے بندۂ مومن کو نیکیاں کرنے سے روکے مگر جب شیطان روکنے میں کامیاب نہیں ہوتا تو پھر اسے ایسے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے، جس سے اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں۔ اب وہ بندہ نیکیاں بھی کرتا ہے اور اعمال کو برباد کرنے والے گناہ بھی کرتا جاتا ہے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ تمام نیک اعمال کو برباد کرنے والے گناہ کون سے ہیں۔ آیئے قرآن مجید اور احادیث رسول کی روشنی میں ان گناہوں کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ آپ سماعت فرمایئے اور ان گناہوں سے بچنے کی خوب کوشش کیجئے۔

☆ بارگاہ رسالت میں بے ادبی:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ

(سورۂ حجرات، آیت 2)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اپنی قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت میں حضور ﷺ کا اجلال واکرام و ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا کہ ندا کرنے (یعنی پکارنے) میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں۔ اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب و تعظیم وتوصیف وتکریم والقاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

☆احسان جتانا:

کسی غریب کی مدد کردینا، دکھیارے کا دکھ بانٹنا، غریب کا علاج کروانا یا کسی بھی طرح کسی کے کام آنا بہت ہی اچھا کام ہے لیکن اس کے بعد اس پر بلا

ضرورت شرعی احسان جتانا بہت ہی برا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

القرآن: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (سورۃ البقرہ آیت 264)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اپنی قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی، وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے۔ اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔

☆حسد نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے:

امام ابو داؤد کتاب الادب میں حدیث 4903 نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ وسلم صلی اللہ نے فرمایا: حسد سے بچو، وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

امام علی قاری علیہ الرحمہ مرقات المفاتیح جلد 8 ص 772 پر فرماتے ہیں کہ حسد و بغض نیکیوں کی بربادی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔یعنی حسد کرنے والا ایسے کام

کر بیٹھتا ہے جس سے نیکیاں ضبط ہو جائیں یا حسد اور بغض رکھنے والے کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی جس سے وہ حسد رکھتا ہے، یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

☆ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا:

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد 3 صفحہ نمبر 168 پر حدیث 3023 نقل فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔

اس حدیث شریف سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو صرف شک کی بناء پر پارسا عورتوں پر تہمت زنا باندھ بیٹھتے ہیں۔ علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض وہ شخص سو سال تک زندہ رہ کر عبادت کرے تو بھی یہ بہتان اس کے ان اعمال کو ضائع کر دے گا۔

☆ ریا کاری سے اعمال برباد:

ہمارا ہر نیک عمل اپنے رب کی رضا کے لئے ہونا چاہئے۔ نام ونمود اور واہ واہ کی خواہش، شہرت کی تڑپ اور دکھاوے کے لئے عمل ہمارے کئے کرائے پر پانی پھیر سکتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی آٹھویں جلد صفحہ نمبر 266 پر نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے عمل میں ریاکاری کی اس کا سارا عمل برباد ہو گیا۔

امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر جلد 4 ص 253 پر حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔

ہائے ہمارا کیا بنے گا؟ لوگ دیکھ رہے ہوں، تو ہم اپنی نمازیں اچھی کر لیتے ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے سخی کا لقب پانے کے لئے ہم خوب صدقات و خیرات کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے متقی اور پرہیزگار بن جاتے ہیں۔ اگر ریاکاری کے سبب میدان محشر میں رسوائی ہوئی تو یہ صدمہ ہم کیسے سہیں گے؟

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی
عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

☆خود پسندی کے سبب ستر سال کے اعمال برباد:

جامع صغیر کی حدیث نمبر 2074 میں ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا: خود پسندی ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔

اپنی خوبی کو خود اپنا ہی کمال سمجھنا، میں کسی سے مشورہ کیوں لوں؟ مجھے مشورے کی ضرورت ہے؟ دوسروں کو حقیر اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا یہ خود پسندی ہے۔

☆بداخلاقی اعمال کو برباد کردیتی ہے:

طبرانی معجم الکبیر جلد دسویں صفحہ نمبر 319 پر حدیث نمبر 10777 نقل ہے کہ جان عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلاتا ہے جیسے پانی برف کو پگھلاتا ہے جبکہ بداخلاقی عمل کو اس طرح برباد کردیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے۔

☆مسجد میں دنیاوی بات نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

بہار شریعت تیسری جلد صفحہ نمبر 499 مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ردالمحتار نویں جلد صفحہ نمبر 690 کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ مسجد میں کلام نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے، ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا۔

شعب الایمان تیسری جلد صفحہ نمبر 86 پر نقل ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں

ہوں گی، تم ان کے ساتھ مت بیٹھو کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے کچھ کام نہیں۔

غمزالعیون البصائر تیسری جلد صفحہ نمبر 190 پر ہے جو مسجد میں دنیا کی بات کرے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے اعمال اکارت فرمادے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ دوسری جلد صفحہ نمبر 316 پر ہے۔ دنیا کی بات جبکہ فی نفسہ جائز اور سچی ہو، مسجد میں بلاضرورت کرنی حرام ہے۔ ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے۔

☆غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

شرح ابن بطال، کتاب الادب جلد نویں صفحہ نمبر 245 پر حدیث پاک منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: غیبت نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم تیسری جلد صفحہ نمبر 183 پر نقل کرتے ہیں۔ آگ بھی خشک لکڑیوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی، جتنی جلدی غیبت بندے کی نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

الترغیب والترہیب، کتاب الادب تیسری جلد صفحہ نمبر 406 پر حدیث نمبر 4364 نقل ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے روز

انسان کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا، وہ کہے گا میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ کہا جائے گا تو نے جو غیبتیں کی تھیں، اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔

الموسوعۃ لابن ابی الدنیا ساتویں جلد صفحہ نمبر 136 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تم اپنے ساتھی کی برائیاں بیان کرنا چاہو تو اپنی برائیاں یاد کر لیا کرو۔

☆تعریف کی خواہش:

فردوس الاخبار جلد اول صفحہ نمبر 223 پر حدیث نمبر 1567 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طاعت کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی محبت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔

کنز العمال جزء 3 صفحہ نمبر 206 پر حدیث نمبر 7674 نقل ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نیک عمل پر اپنی تعریف کی، اس کا شکر ضائع اور عمل بے کار ہو گیا۔

ہاں اگر لوگ خود سے تعریف کریں تو اس میں کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے انعام ہے، خود میں تعریف کی خواہش نہ ہو کیونکہ اس سے اخلاص نہیں رہتا۔

☆ نجومی کے پاس جانا:

مسلم شریف کتاب السلام حدیث نمبر 2230 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی نجومی کے پاس جائے پھر اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد چھٹی صفحہ نمبر 270 پر فرماتے ہیں: نجومی کو سچا سمجھ کر اس سے آئندہ غیبی خبریں پوچھنے کے لئے گیا، اس کی وہ سزا ہے جو یہاں مذکور ہے لیکن اگر کوئی اسے جھوٹا سمجھ کر لوگوں کو اس کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس کے پاس گیا، اس سے کچھ پوچھا تاکہ اس کی جھوٹی خبر لوگوں کو سنا دے، اس کی یہ سزا نہیں۔

چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی، کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں یعنی اس کی نمازیں ادا ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب نہ ملے گا۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ کی اکیسویں جلد صفحہ نمبر 155 پر فرماتے ہیں کہ کاہنوں اور جوتشیوں کو ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا

دریافت کرنا، اگر بطور اعتقاد ہو، یعنی جو یہ بتائیں یعنی نجومی بتائے حق ہے تو کفر خالص ہے، اگر بطور اعتقاد نہ ہو مگر میل ورغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا: اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا اور اگر بطور ہنسی مذاق ہو تو بے کار، برا اور حماقت ہے، ہاں اگر اسے عاجز کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں۔

☆شوہر کی ناشکری کرنا:

کتاب جمع الجوامع جلد اول ص 229 پر حدیث نمبر 1637 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی تو اس کا (عمل) برباد ہو گیا۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر پہلی اول ص نمبر 527 پر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت ان احسانات کو جھٹلائے جو اللہ تعالیٰ نے شوہر کے ذریعے اس پر فرمائے ہیں تو اس کی سزا میں اس کے عمل باطل ہو جائیں گے یعنی وہ ان کے ثواب سے محروم ہو جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنی بات سے توبہ کر کے اس کے احسان کا اعتراف کر لے، ممکن ہے کہ اس فرمان سے مقصود زجر و توبیخ اور اس عمل سے نفرت دلانا ہو۔ اگر یہ بات حقیقت پر مشتمل ہو (یعنی واقعی بیوی کو اپنے

شوہر سے کبھی کوئی بھلائی نہ پہنچی ہو) تو اس صورت میں وہ اس وعید کی مستحق نہ ہوگی۔

☆حرام مال کمانا:

کتاب الکبائر صفحہ نمبر 136 پر حدیث شریف منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو پیش کیا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی، لیکن جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کو باطل قرار دے گا اور پھر انہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی تھی تو اسے لے لیتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا۔

مسند امام احمد ابن حنبل جلد دوم صفحہ نمبر 416 پر منقول ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا، تو جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ پھر آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر ارشاد فرمایا: اگر میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے

ہو جائیں۔

کتاب عیون الحکایات کے صفحہ نمبر 312 پر نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی مقام سے گزر رہے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رو رو کر بڑے رقت انگیز انداز میں مصروف دعا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھتے رہے۔ پھر بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوئے: اے میرے رحیم و کریم پروردگار تو اپنے اس بندے کی دعا کیوں قبول نہیں کر رہا؟ رب تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی نازل فرمائی۔ اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کر لے کہ آسمان کو چھو لیں تب بھی اس کی دعا قبول نہ کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میرے مولا! اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد ہوا: یہ حرام کھاتا، حرام پہنتا اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے...... مال حرام کی کتنی نحوست ہے مگر افسوس کہ آج حلال وحرام میں تمیز ختم ہو گئی۔ راتوں رات مالدار بننے کی ہوس نے ہمیں اندھا کر دیا۔ بس مال آنا چاہئے۔ چاہے سود کے ذریعہ آئے، چاہے کسی کو دھوکہ دے کر آئے، کسی کا حق مار کر آئے، رشوت لے کر آئے، ٹیکس چوری کر کے آئے، ڈیوٹی چوری کر کے آئے، چاہے ہیرا پھیری کے ذریعہ آئے، بس صرف مال آنا چاہئے۔

یاد رہے! کوئی شخص کتنا ہی مال جمع کر لے، ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سارا مال دنیا میں ہی چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے جانا ہوگا پھر اولاد اور ورثاء اس مال سے عیاشی کریں گے اور اس کا وبال حرام کھانے والے کو قبر میں پہنچے گا، حلال تھوڑا ہی صحیح مگر بابرکت ہے، حرام کثیر ہو کر بھی نظر نہیں آتا، خدارا! سوچئے اور حلال رزق کی طرف آیئے اور حرام سے توبہ کیجئے۔

☆ نمازی کے آگے سے گزرنا:

تاریخ دمشق جلد 35 صفحہ نمبر 355 پر نقل ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے (دوران نماز) اپنے آگے سے گزرنے والے ایک شخص سے فرمایا: تمہیں ایسا کرنے سے کس چیز نے ابھارا؟ اس نے پوچھا: میں نے کیا کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کی نماز کے سامنے سے گزرے ہو اور اپنے ایک یا دو سالہ عمل کی عمارت گرادی ہے۔

مسلم شریف میں حدیث نمبر 507 پر نقل ہے کہ اس میں (یعنی نمازی کے آگے سے گزرنے میں) جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ راوی کہتے ہیں میں بھول گیا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

ابن ماجہ میں حدیث نمبر 946 پرنقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہوکر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔

مؤطا امام مالک جلد اول ص 154 پر ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے روایت کیا کہ کعب الاحبار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔

مسئلہ: میدان اور بڑی مسجد میں مصلی (نماز پڑھنے والے) کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے، موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے، وہ موضع سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں، اگر سترہ نہ ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ، جلد اول، ص 104، بہار شریعت، جلد اول، ص615)

مسئلہ: سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار وردالمحتار جلد دوم، ص 484، بہار شریعت، جلد اول، ص615)

مسئلہ: دورانِ جماعت امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے، اس کو جدید سترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔ (ردالمحتار، جلد دوم، ص 487)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی والے کاموں سے محفوظ رکھے خصوصا نیکیاں برباد کرنے والے جن گناہوں کا ذکر کیا، ان گناہوں سے بھی بچنے میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنسی تحقیق

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلاَنَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے آیت نمبر 21 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسان کے زندگی گزارنے کے طریقے بہت سے ہیں۔ ہر مذہب کا اپنا طریقہ ہے مسلمانوں کے لئے وہ کون سا طریقہ ہونا چاہئے، جس کے مطابق وہ

زندگی گزاریں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ سرورکونین ﷺ کی زندگی ہمارے لئے عملی نمونہ ہے۔ مطلب یہ کہ جس طریقے کو حضور ﷺ نے اپنایا۔ ہمیں بھی ان طریقوں کو اپنانا چاہیے۔ سنت کے معنی طریقہ کے ہیں۔ مسلمانوں کو کھانے، پینے، سونے، چلنے، پہننے سمیت زندگی کے تمام معمولات سنت رسول ﷺ کے مطابق ہونے چاہیے۔

رسول پاک ﷺ کی سنت فلاح و کامرانی کا راستہ ہے۔ ہدایت کا نور ہے، معرفت الٰہیہ کا خزانہ ہے۔ قرب رسول اور عشق رسول حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ کی سنتیں جہاں ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ وہاں اس میں ایسی ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں کہ سنت رسول اپنانے والا مختلف اقسام کی بیماریوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

موجودہ میڈیکل سائنس بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ مسلمانوں کے نبی کی اداؤں میں حکمتوں کے راز پوشیدہ ہیں۔ باقاعدہ میڈیکل سائنس نے حضور ﷺ کی ایک ایک ادا پر تحقیق کر کے اس کو بیماری سے نجات اور شفایابی کا

ذریعہ ثابت کیا ہے۔ آیئے سب سے پہلے عبادت پر سائنسی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

☆نماز اور جدید سائنس:

نماز اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان عبادت ہے جہاں اس کے باطنی فوائد ہیں، وہیں اس کے ظاہری اور دنیاوی فائدے بھی ہیں جسے جدید سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے۔

ایک پاکستانی ڈاکٹر، ڈاکٹر ماجد فزیوتھراپی میں اعلیٰ ڈگری کے لئے یورپ گئے جب وہاں ان کو نماز کی طرح ورزش سکھائی گئی تو یہ اس ورزش کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم نے آج تک نماز کو ایک دینی فریضہ سمجھا اور ادا کیا لیکن یہاں تو عجیب وغریب انکشافات ہیں کہ ورزش کے ذریعے تو بڑے بڑے امراض ختم ہوجاتے ہیں جیسا کہ دماغی بیماریوں، اعصابی امراض، نفسیاتی امراض، بے چینی، دل کے امراض، جوڑوں کے امراض، معدے اور السر کی شکایت، شوگر، آنکھوں اور گلے کی بیماریوں سے انسان محفوظ ہوجاتا ہے۔ وہ سب ورزشیں حالت نماز میں موجود ہیں۔

☆قیام اور سائنسی تحقیق:

قیام میں نمازی جس حالت میں ہوتا ہے۔اگر روزانہ پینتالیس منٹ ایسی حالت میں کھڑا رہے تو دماغ اور اعصاب میں زبردست قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے،قوت فیصلہ اورقوت مدافعت میں زیادتی ہوتی ہے۔

☆رکوع اور جدید سائنس:

رکوع کے متعلق سرجنز کا بیان ہے کہ رکوع سے کمر کے درد کے مریض یا ایسے مریض جن کے حرام مغز میں ورم ہوگیا ہو، بہت جلد صحتیاب ہوجاتے ہیں۔رکوع سے دماغ اور آنکھوں کی طرف دوران خون کے بہاؤ کی وجہ سے دماغ ونگاہ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆سجدہ اور جدید سائنس:

نمازی جب سجدہ کرتا ہے تو اس کے دماغ کی شریانوں کی طرف خون زیادہ ہوجاتا ہے۔جسم کی کسی بھی پوزیشن میں خون، دماغ کی طرف زیادہ نہیں جاتا۔ صرف سجدے کی حالت میں دماغی اعصاب، آنکھوں اور سر کے دیگر حصوں کی طرف خون متوازن ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے دماغ اور نگاہ بہت تیز ہوجاتے ہیں۔

☆سلام پھیرنا اور جدید سائنس:

ڈاکٹر عبدالواحد کی ریسرچ ہے کہ سلام پھیرنے کے لئے نمازی کو سر دائیں بائیں کرنا پڑتا ہے تو ایسا کرنے والا دل کی بیماریوں اور اس کی اندرونی پیچیدگیوں سے ہمیشہ بچا رہتا ہے اور بہت کم ان بیماریوں میں مبتلا رہتا ہے۔

☆ مسواک کی سنت اور سائنس:

حدیث شریف = بخاری میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک کا استعمال اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

جدید تحقیق: ایک صاحب منہ کی بدبو کے لئے اعلیٰ قسم کے ٹوتھ پیسٹ استعمال کر چکے تھے۔ ادویات، منجن اور طرح طرح کی تعفن دور کرنے کی ادویات استعمال کیں۔ انہوں نے مشورہ کیا تو پیلو کا مسواک استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا اور ساتھ ہی یہ احتیاط بھی بتائی گئی کہ روزانہ مسواک کے ریشے نئے ہوں یعنی روزانہ ریشوں کو کاٹتے رہیں اور نئے ریشے استعمال کرتے ہیں۔ (یہ ہر آدمی کے لئے ضروری ہے ورنہ مسواک کے مطلوبہ فوائد سے محرومی ہوگی) تھوڑے عرصے کے بعد وہ شخص تندرست ہوگیا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک قوت حافظہ کو بڑھاتی ہے

اوربلغم کودور کرتی ہے(حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی)

جدید تحقیق: دائمی نزلے کے وہ مریض جن کا بلغم رکا ہوا ہوتا ہے، جب وہ مسواک استعمال کرتے ہیں تو بلغم اندر سے خارج ہوتا ہے جس سے دماغ ہلکا ہوتا ہے۔ایک پیتھالوجسٹ کہنے لگے کہ میرے تجربے اور تحقیق میں یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ مسواک دائمی نزلے کے لئے تریاق ہے حتیٰ کہ اس کے مستقل استعمال سے ناک کے آپریشن اور گلے کے آپریشن کے چانس بہت کم ہوجاتے ہیں۔

☆ دارقطنی میں ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں۔دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔آنکھوں کی بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، سنت رسول ہے۔نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

☆ دانتوں کی پیلاہٹ اور مسواک:

اکثر لوگوں شکایت کرتے ہیں کہ دانت پیلے ہیں اور دانتوں سے سفیدی کا استر اتر جاتا ہے۔مسواک کے نئے نئے ریشے دانتوں کی پیلاہٹ کے لئے مفید

تر ہوتے ہیں۔

☆وضو کی فضیلت:

امام طبرانی معجم الکبیر میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دیگر اُمّتوں میں سے، میں اپنی اُمّت کو پہچان لوں گا، وہ روشن ہوں گے، ان کے اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے، یہ نشانی کسی اور کے لئے نہ ہوگی، میں انہیں پہچان لوں گا۔

یہ تو باطنی برکتیں ہیں۔ اب جدید تحقیق دیکھئے کہ وضو سے کس طرح انسانی صحت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

وضو اور جدید تحقیق:

خون کی شریانوں کے عمل کا نظام دو بڑے حیاتیاتی اصولوں پر قائم ہے۔ پہلا اصول دل کا وہ کام ہے جس سے خون کے خلیاتی ریشوں بلکہ بالخصوص ایک ایک خلیہ تک پہنچانا ہے۔

دوسرا اصول جسم میں استعمال شدہ خون کو دل تک واپس پہنچانا ہے۔ اگر ایک دفعہ یہ دوطرفہ دوران خون درہم برہم ہوجائے تو ڈائسٹا لک خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ڈائسٹا لک دل کی دھڑکن کا وہ عمل ہے جس سے دل کا پٹھا کھچاؤ کے بعد

ڈھیلا پڑتا ہے جس کی وجہ سے شریانوں سے واپس آنے والے خون سے دوبارہ بھر جاتا ہے۔خون کے اس دباؤ کے بڑھنے سے بڑھاپے کے عمل میں تیزی آتی ہے بلکہ موت کی رفتار میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق مسلمانوں کا پانچ وقت ہاتھ، منہ اور پیروں کا دھونا یعنی وضو کرنا جسمانی اور ذہنی کمزوری کو دور کر کے اس کو چست اور توانا بنا دیتا ہے۔خون پر اچھا اثر، جلد پر اچھے اثرات سکون وتوانائی ملتی ہے۔

☆وضو کا بچا ہوا پانی اور جدید تحقیق:

اس ضمن میں (QMC) کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ بیان کی جو وضو کا بچا ہوا پانی پیئے گا، تو اس کا اثر مندرجہ ذیل اعضاء پر پڑتا ہے۔

1۔اس کا اثر مثانے پر پڑتا ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رکاوٹ کم ہوجاتی ہے۔

2۔ناجائز شہوت ختم کرتا ہے۔

3۔قطرات بعد از پیشاب کے مرض کے لئے شفا کا ذریعہ ہے۔

4۔جگر، معدے اور مثانے کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔

☆کھانا کھانے کی سنتیں اور آداب:

کھانا انسان کے جسم کی ضرورت ہے۔بھوک لگتی ہے تو آدمی کھانا کھاتا ہے تاکہ اس کا پیٹ بھر جائے اور اس کے بدن میں توانائی پیدا ہو، ہر جاندار کھانا کھاتا ہے، کافر بھی کھانا کھاتا ہے، یہودی بھی کھانا کھاتا ہے، انسان بھی کھانا کھاتا ہے اور جانور بھی کھانا کھاتا ہے مگر جب مسلمان کھانا کھائے تو اس کا کھانا سنت مصطفی ﷺ کے مطابق ہونا چاہئے۔

☆کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

ابن ماجہ کی حدیث ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اس کے گھر میں رب تعالیٰ خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے، اس وقت بھی وضو کرے یعنی ہاتھ منہ دھوئے۔

جدید تحقیق:

انسان کی عادت میں یہ ہے کہ وہ بے شمار چیزوں کو ہاتھ لگاتا ہے، ان میں گندی چیزیں اور صاف چیزیں ہوتی ہیں جو گندی چیزیں ہوتی ہیں اس میں جراثیم ہوتے ہیں اور جب ہم ان کو ہاتھ لگاتے ہیں تو وہ جراثیم ہمارے ہاتھوں پر لگ جاتے ہیں، اگر کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھوئے جائیں تو وہ جراثیم

کھانے کے ساتھ پیٹ میں چلے جاتے ہیں جو کہ مختلف بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے سید دو عالم ﷺ کا حکم ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرو۔

کلی کرنا اور جدید تحقیق:

سارا دن ہوا اور سانس کے ذریعے گرد و غبار اور جراثیم اندر جاتے رہتے ہیں۔ اب اگر نوالہ کھائیں گے تو ان جراثیم کو بھی نگل جائیں گے، اس لئے کلی کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ آدمی کے منہ میں جراثیم نہ جائیں اور منہ صاف رہے۔

☆ سیدھے ہاتھ سے کھانا سنت ہے:

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور پانی پئے تو سیدھے ہاتھ سے پئے۔

جدید تحقیق:

سیدھے ہاتھ سے غیر مرئی شعاعیں نکلتی ہیں اور الٹے ہاتھ سے بھی نکلتی ہیں لیکن سیدھے ہاتھ کی شعائیں فائدے مند اور الٹے ہاتھ کی شعاعیں نقصان دہ

ہوتی ہیں یعنی سیدھے ہاتھ سے شفاء اور الٹے ہاتھ سے کھانے میں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں لہذا سیدھے ہاتھ سے کھانا، کھانا شفاء کو اپنے اندر داخل کرنا ہے۔

☆ بیٹھ کر کھانا، کھانا سنت ہے:

شمائل ترمذی میں حدیث پاک ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک کھجور پیش کی گئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھے ہوئے تناول فرمارہے ہیں۔

جدید تحقیق:

ڈاکٹر بلین کیور آف اٹلی کا کہنا ہے کہ کھڑے ہو کر غذا نہ کھاؤ، ایسا کرنے سے تم دل اور تلی کے مرض میں پھنس جاؤ گے۔ بیٹھ کر کھانا کھاؤ کیونکہ کھڑے ہو کر کھانا نفسیاتی امراض پیدا کرتا ہے۔

دونوں پاؤں کھڑے کر کے اکڑوں بیٹھ کر کھانے سے بقدر ضرورت کھانا ہی معدے میں جاتا ہے اور بے ضرورت کھانا معدے میں نہیں جاتا، جتنا کم کھانا، معدے میں جائے، اتنا ہی آدمی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

سیدھا پاؤں کھڑا کر کے الٹا پاؤں بچھا کر اگر کھانا کھایا جائے تو کھانا معمول

سے کچھ زیادہ معدے میں جائے گا اور اس طرح بیٹھ کر کھانے سے تلی کے امراض سے محفوظ رہیں گے اور اس کی رانوں کے اعصاب مضبوط رہیں گے۔

التحیات کی حالت میں بیٹھ کر کھانا زیادہ کھایا جائے گا، یہ طریقہ محنت کرنے والوں، زیادہ پیدل چلنے والوں، ورزش کرنے والوں کے لئے بہت ہی فائدے مند ہے۔ ان تین سنتوں کے مطابق کھانا کھانے والا کبھی بیماری کا منہ نہیں دیکھے گا۔

☆ ٹیک لگا کر نبی پاک ﷺ نے کھانا نہیں کھایا:

شمائل ترمذی میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں کبھی ٹیک لگا کر (کھانا) نہیں کھاتا۔

جدید تحقیق:

ٹیک لگا کر کھانا کھایا جائے تو تین نقصانات ہیں۔

1۔ کھانا صحیح طور پر چبایا نہیں جائے گا اور اس میں لعاب جس مقدار میں ملنا تھا اور پھر معدے میں جا کر نشاستے دار غذا کو ہضم کرنا تھا، وہ نہیں مل سکے گا جس سے نظام ہضم متاثر ہوگا۔

2۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے سے معدہ پھیل جاتا ہے جس سے غیر ضروری خوراک

معدے میں چلی جائے گی اور نظام انہضام متاثر ہوگا۔

3۔ٹیک لگا کر کھانے سے آنتوں اور جگر کے نظام پر برا اثر پڑتا ہے۔

☆ پانی کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا:

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر آدمی کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ پانی کی قدر و قیمت وہاں محسوس ہوتی ہے جہاں پانی نہیں ملتا۔ پانی ہر کوئی استعمال کرتا ہے مگر پیاس بجھانے کے لئے۔ ہم اگر سنت رسول کے مطابق اسے استعمال کریں تو پیاس بھی بجھے گی اور ثواب بھی ملے گا۔

ابن ماجہ حدیث نمبر 1213 نقل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

جدید تحقیق:

کھڑے ہو کر پانی پینے سے چند دشواریاں آتی ہیں۔

پوری طرح آسودگی نہیں ہوتی، معدے میں اتنی دیر پانی نہیں ٹھہرتا کہ جگر سے اعضاء تک ان کا حصہ پہنچ سکے۔ پاؤں میں ورم کا خطرہ رہتا ہے اور اگر پاؤں میں ورم آنا شروع ہو جائے تو جسم کے تمام حصوں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے۔

☆ تین سانس میں پانی پینا سنت ہے:

ترمذی شریف کی حدیث نمبر 1892 ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں پانی مت پیو بلکہ دو یا تین مرتبہ (سانس لے کر) پیو اور پینے سے قبل بسم اللہ پڑھو اور فراغت پر الحمد للہ کہا کرو۔

جدید تحقیق:

اگر تین سانس میں پانی نہ پیا جائے تو مندرجہ ذیل بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

1۔ پانی سانس کی نالی میں جا کر نظام تنفس میں اٹک جاتا ہے جس سے بعض اوقات موت واقع ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

2۔ اس کا زیادہ نقصان دماغ کے پردوں پر پڑتا ہے کیونکہ پانی کی لہریں دماغ کے پردوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ دماغ میں فلوئڈ ہے اس کی نسبت پانی سے ہے۔ اگر آہستہ آہستہ پانی پیا جائے تو مضر اثرات کبھی بھی دماغ پر نہیں پڑیں گے۔

3۔ معدے میں فورا زیادہ مقدار میں پانی چلا جائے تو اس کی اندرونی کیفیت میں پھیلاؤ ہوجاتا ہے۔ اگر یہ پھیلاؤ اوپر کی سطح سے ہو تو دل اور پھیپھڑوں کے نقصان کا خطرہ رہتا ہے۔

☆برتن میں سانس لینا اور پھونکنا منع ہے:

ابوداؤد شریف کی حدیث 3728 ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

جدید تحقیق:

اگر پیالے میں سانس لیا جائے تو اس میں خطرہ ہوتا ہے کہ پانی سانس کی نالی میں چلا جائے اور سانس کی گھٹن کا باعث بنے۔ پانی کے اندر جراثیم داخل ہوجاتے ہیں۔ پانی میں سانس لینے سے خطرہ ہوتا ہے کہ پانی سانس کی نالیوں میں چلا جائے تو پھر دماغ اور ناک کے پردوں میں ورم کا باعث بن جاتا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 77 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے۔ نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے، اس لئے برتن سے منہ الگ کر کے سانس لو (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم دودھ، چائے (کھانا) پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو، بلکہ کچھ ٹھہرو (گرم گرم مت کھاؤ یا پیو، حدیث پاک میں ہے کہ ٹھنڈے میں برکت ہے) قدرے ٹھنڈی ہوجائے پھر پیو۔

البتہ قرآنی آیات درود پاک اور دعائے ماثورہ پڑھ کر بہ نیت شفا پانی پردم

کرنے میں حرج نہیں۔

☆ کھلے برتن میں پانی پینا سنت ہے:

ابن ماجہ کی حدیث نمبر 1224 ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کے پاس ایک شیشہ کا پیالہ تھا جس میں آپ پانی پیا کرتے تھے۔

جدید تحقیق:

انسان کو جب پیاس لگتی ہے تو وہ پانی پیتا ہے اور اگر تنگ برتن میں پیا جائے تو دل کی فرحت حاصل نہیں ہوتی، کھلے برتن یعنی پیالے میں پانی پینا چاہیے۔

مشہور ریاضی دان فیثا غورث کی کتاب میں اس کا ایک مقولہ ہے۔ پانی کھلے برتن میں، چمڑے کا جوتا اور جو کا آٹا، یہ تینوں چیزیں مجھے مل جائیں تو میں آسمانوں کا حساب لگا سکتا ہوں۔

☆ سفید لباس اور جدید تحقیق:

لباس ہر انسان کی ضرورت ہے۔ انسان کچھ عرصے کھائے بغیر تو رہ سکتا ہے مگر لباس کے بغیر انسان نہیں رہ سکتا، ہر قوم لباس پہنتی ہے۔ اپنی اپنی پسند کے لباس پہنتی ہے مگر جب سچا مسلمان لباس پہنتا ہے تو اپنے آقا و مولا ﷺ کی پسند

کالباس پہنتا ہے۔

شمائل ترمذی جلد دوم صفحہ نمبر 832 پر حدیث پاک نقل ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: تم خود بھی سفید کپڑے پہنو اور مردوں کو بھی یہی کفن دو کیونکہ یہ (سفید کپڑے) بہترین کپڑے ہیں۔

جدید تحقیق:

رنگ اور روشنی کے ماہرین نے سفید لباس کو کینسر سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا ہے حتی کہ ماہرین کے کہنے کے مطابق جو سفید لباس پہنے گا، تو اسے جلدی گلینڈز کا ورم، پسینے میں مسامات کا بند ہونا، پھپھوند کے امراض جیسی خطرناک اور تکلیف دہ بیماریاں نہیں ہوں گی۔ انہوں نے جلدی الرجی اور ہائی بلڈ پریشر کے شکار مریضوں کو ہمیشہ سفید لباس پہننے کا مشورہ دیا ہے کہ کروموپیتھی کے اصول کے مطابق سفید لباس دماغ اور جلد کا محافظ ہے۔

یہ چند تحقیقات تھیں جنہیں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ان تمام سائنسی تحقیقات سننے کے بعد اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ کیا سائنسی تحقیقات کی وجہ سے حضور ﷺ کی سنتوں کو ہم حکمت سے بھرپور مانتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ان تحقیقات کو پیش کرنے کا مقصد مسلمانوں پر یہ واضح کرنا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کی ادائیں اس قدر حکمتوں سے مالا مال ہیں کہ موجودہ میڈیکل سائنس بھی اسے تسلیم کرتی ہے اور اس نے بھی اپنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ آج ان نوجوانوں کو سوچنا چاہئے جو اپنے نبی ﷺ کے طریقوں کو پس پشت ڈال کر اغیار کے فیشنوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ یاد رہے کہ کامیابی اور کامرانی اغیار کے فیشن اپنانے میں نہیں ہے بلکہ کامیابی تو حضور ﷺ کی سنتوں پر چلنے میں ہے۔

اب آپ کی خدمت میں حضور ﷺ کی دو پسندیدہ غذاؤں کے متعلق کچھ عرض کروں گا تا کہ ان دو غذاؤں کو آپ بھی اپنائیں اور بیماریوں سے شفا پائیں۔ پہلی پسندیدہ اور محبوب چیز جو کہ سید عالم ﷺ استعمال فرماتے تھے۔ اس کی برکات قرآن وحدیث اور جدید تحقیقات کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

☆شہد کی برکات:

شہد کے متعلق قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل کی آیات نمبر 68-69 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن (ترجمہ): اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں چھتوں میں، پھر ہر قسم کے پھل کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہے۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز

رنگ برنگی نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کے لئے۔

اب شہد کی برکت کے متعلق حدیث شریف سماعت فرمائیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص سرور کونین طبیب اعظم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی کو پیٹ کا درد ہے۔ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ، وہ پھر آ کر کہنے لگا کہ شہد پینے سے درد میں اضافہ ہوا ہے۔ طبیب اعظم ﷺ نے پھر فرمایا کہ شہد پلاؤ، اس طرح وہ حال بیان کرتا، تین مرتبہ آ چکا تو چوتھی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ رب تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ (شہد میں شفا ہے) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس نے پھر شہد پلایا تو تندرست ہو گیا۔

شہد کی برکت کے متعلق دوسری حدیث جسے امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے نقل کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر ماہ تین دن صبح سویرے شہد چاٹ لیا کرے، اس کو کوئی بڑی مصیبت نہیں پہنچتی۔

اسی ابن ماجہ میں ایک اور حدیث شریف نقل ہے جسے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اوپر دو شفاؤں کو لازم کرلو یعنی شہد اور قرآن کو۔

اب طبیبوں کے اقوال کی روشنی میں شہد کے فوائد سماعت کریں۔

1۔ دل کی مضبوطی کے لئے شہد ایک نعمت ہے۔ دن میں دو بار کسی بھی خوراک کے ساتھ جو زیادہ پسند ہو، ایک بڑا چمچہ شہد کا کھالیا کریں۔

2۔ ہر قسم کی تھکان چاہے وہ جسمانی ہو یا دماغی، دور کرنے کے لئے شہد ایک بہترین علاج ہے۔ جب آپ کو جسمانی یا دماغی تھکان محسوس ہو تو دو بڑے بڑے چمچے گرم پانی کے گلاس میں ڈال کر ہلا کر پی لیا کریں۔

3۔ قوت بدن اور قوت باہ کے لئے گرم دودھ میں شہد ملا کر پینا بہت مفید ہے۔

4۔ کھانسی اور دمہ میں شہد کا استعمال فائدہ بخش ہے۔

5۔ شہد ہر قسم کے زخموں کا علاج ہے زخم کو صاف کر کے اس پر شہد کا پھایا لگائیں اور پٹی باندھ لیں۔

6۔ روزانہ شہد کو دانتوں پر مل کر تازہ پانی سے کلیاں کریں۔ دانت خوب صاف اور چمکیلے ہونے کے علاوہ دانتوں کے ہر قسم کے درد، مسوڑھوں کا ورم اور

خون کا بہنا بند ہو جائے گا۔

معلوم ہوا کہ شہد میں شفا ہی شفا ہے۔ بس ہمارا ایمان مضبوط ہونا چاہئے۔ قرآن مجید کی پوری سورت اسی نام سے ہے۔ سورۂ نحل یعنی شہد کی مکھی رکھا گیا۔ شہد کی مکھی اسلام کے منکروں، مادہ پرستوں اور ملحدوں کو یہ صدا دے رہی ہے کہ تم نے کئی چیزیں ایجاد کیں مگر ایک مکھی نہ بنا سکے۔ میرے رب نے تو مجھے اس قدر فائدے مند بنایا ہے کہ میرے پیٹ سے نکلنے والا پانی شفا ہے۔ کیا اب بھی اس کی وحدانیت کا انکار کرو گے؟

☆ کھجور اور بیماریوں کے علاج:

اب احادیث کی روشنی میں کھجور کے فوائد سماعت فرمائیں تاکہ ایمان میں تازگی پیدا ہو۔

ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے۔ جسے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے طبیب اعظم ﷺ کو دیکھا کہ جو کی روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجوریں رکھے ہوئے تھے پھر فرمایا کہ یہ اس روٹی کے ساتھ سالن ہے۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے جسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کھجور ہو، اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں یہ حدیث پاک ہے۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا کہ طبیب اعظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے صبح اٹھتے ہی عجوہ کھجور کے سات دانے کھالئے اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔

کتاب مسند الفردوس میں حدیث پاک ہے جسے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا کہ صبح نہار منہ کھجوریں کھالیا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ ابو داؤد شریف میں حدیث نقل کرتے ہیں جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا۔ میری عیادت کو طبیب اعظم ﷺ تشریف لائے۔ انھوں نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس دست رحمت کی ٹھنڈک میرے سینے میں پھیل گئی پھر ارشاد فرمایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے۔ اسے حارث بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں مطب کرتا ہے۔ حکیم کو چاہئے کہ وہ مدینے کی سات عجوہ کھجوریں گھٹلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلائے۔

یہ تو صرف دو غذاؤں کا ذکر کیا ہے جو کہ نبی پاک ﷺ کو بہت پسند تھیں۔ بقیہ غذائیں بھی بے حد برکتوں والی ہیں' لیکن افسوس ہم غافل ہیں۔ ہم الٹی سیدھی غذاؤں کو کھانے میں لگ گئے جس کی وجہ سے ہم طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو گئے۔ اگر ہم اپنے آقا و مولا ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات کو اپنالیں تو یہ مہلک بیماریاں لگنا تو درکنار، بیماریاں ہمارے قریب بھی نہیں آئیں گی۔

نبی پاک ﷺ طبیب اعظم ہیں جنہوں نے اپنے غلاموں کو بھلائی ہی کے راستے بتائے ہیں تا کہ غلام ان راستوں کو اپنا کر جنت میں داخل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

راہِ خدا میں خرچ
کرنے کی فضیلت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 92 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ اس کے ہاتھ خالی ہوتے ہیں اور اس کا کوئی نام بھی نہیں ہوتا مگر دنیا میں آنے کے بعد

خالق کائنات جل جلالہ اسے نام عطا فرماتا ہے۔اس کے تن کو ڈھانپنے کے لئے اسے کپڑا عطا فرماتا ہے اور خوب رزق عطا فرماتا ہے۔ یہ سب اس کریم پروردگار کی کرم نوازیاں ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر کرم نوازی دیکھئے کہ ہم تو خالی ہاتھ اس دنیا میں آئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا اور پھر یہی مال اس کی راہ میں خرچ کیا جائے تو مزید کرم نوازیاں فرماتا ہے۔ حیرت کی بات ہے ہمارا تو کچھ تھا ہی نہیں، جو کچھ دیا کریم پروردگار نے عطا فرمایا پھر اسی کے دیئے سے اسی کی راہ میں خرچ کیا جائے، ایک کے بدلہ دس، کبھی ایک کے بدلہ ستر اور سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔معلوم ہوا کہ ہر طریقے سے بندے کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔بس اگر کوئی مسلمان اس بات کو سمجھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی چیز بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے۔وہ کون سی شے ہے جسے خرچ کر کے ہم بھلائی کو پہنچ سکتے ہیں؟

قرآن مجید فرقان حمید اس راز کو کھولتا ہے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اس دور میں آدمی کے لئے سب سے پیاری چیز مال ہے۔لہذا مال کا خرچ کرنا سب سے افضل واعلیٰ ہے۔

سنن دارمی میں حدیث نمبر 1655 ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ باغوں کے مالک تھے اور انہیں زیادہ پیارا باغ بیرحاء تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جارہے تھے اور وہاں کا بہترین پانی پیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو'' اور مجھے اپنے مالوں سے پسندیدہ مال باغ بیرحاء ہے۔ اب وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے۔میں اللہ کے پاس اس کا ثواب اور اس کا ذخیرہ چاہتا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ اسے وہاں خرچ کریں جہاں رب تعالیٰ آپ کی رائے قائم فرمائے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوب خوب یہ تو بڑا نفع کا مال ہے جو تم نے کہا، میں نے سن لیا۔میری رائے ہے کہ تم اسے اپنے اہل قرابت

میں وقف کردو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے یارسول اللہ ﷺ! میں یہی کرتا ہوں پھر اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیزوں اور چچا زادوں میں تقسیم کردیا۔

معلوم ہوا کہ اپنے مال میں سے صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت محبوب ہے۔ اب آپ کی خدمت صدقہ کی تعریف، اقسام اور فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆صدقہ کی تعریف:

صدقہ کی تعریف کتاب التعریفات میں علامہ سید شریف جرجانی حنفی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں کہ صدقہ سے مراد وہ عطیہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب کی امید ہو۔

☆صدقہ کی اقسام:

ترمذی شریف کی حدیث نمبر 1956 میں صدقہ کی چند اقسام بیان فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ نیکی کی دعوت بھی صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے۔ کمزور نگاہ

والے کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔

شعب الایمان میں حدیث نمبر 3563 ہے کہ قرض دینا بھی صدقہ کی قسم سے ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر قرض صدقہ ہے۔

☆ایک کے بدلے دس گنا:

نزہۃ المجالس صفحہ نمبر 11 پر نقل ہے کہ حضرت یافعی علیہ الرحمہ کسی کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ سائل کو دے تو اس عورت نے سائل کو چار انڈے دے دیئے، کچھ دیر بعد انڈوں کو ایک ٹوکرا آیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا تو نے کتنے انڈے صدقے کئے تو اس نے کہا چار...... پھر شوہر نے پوچھا تیرے پاس کتنے انڈے آئے ہیں؟ وہ کہنے لگی تیس...... تو اس شخص کو حیرت ہوئی کہا۔ تو نے چار صدقہ کئے اور ہمارے پاس تیس آئے، حساب نہیں مل پا رہا؟ کیونکہ ہر بھلائی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے تو بیوی نے کہا اس میں دس ٹوٹے ہوئے بھی تو ہیں کیونکہ میں نے جو چار انڈے صدقہ کئے تھے ان میں ایک انڈہ ٹوٹا ہوا تھا۔

☆ راہ خدا میں صدقہ کرنے والوں کے لئے اجر:

القرآن: وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے، تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ (سورۂ انفال، آیت 60، پارہ 8)

☆ سب سے طاقتور شے:

ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3369 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین ہلنے لگی تو پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین میں گاڑ دیا تو زمین ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب کیا، بولے، الٰہی کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ فرمایا ہاں لوہا ہے، عرض کی: الٰہی کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہے؟ فرمایا ہاں: آگ ہے۔ عرض کیا: مولا کیا تیری مخلوق میں کیا کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا: ہاں پانی ہے۔ بولے اے رب کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا ہے۔ عرض کی اے پروردگار کیا تیری مخلوق میں

کوئی چیز اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا: ہاں وہ انسان ہے جو سیدھے ہاتھ سے خیرات کرے تو الٹے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا۔ ترمذی شریف میں حدیث نمبر 664 نقل ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

☆ جنت میں گھر خریدلیا:

نزہۃ المجالس صفحہ نمبر 6 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ ایک شخص خراساں سے بصرہ کو گیا تو اس نے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے پاس دس ہزار درہم بطور امانت رکھے اور کہا کہ جب مکہ سے واپس آؤں تو ان دراہم سے بصرہ میں میرے لئے ایک گھر لے لینا، اسی دوران لوگوں کو آٹے کی مہنگائی کا سامنا کرنا پڑا تو حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے ان پیسوں سے آٹا خرید کر صدقہ کر دیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ اس شخص نے تو آپ سے گھر خریدنے کے لئے کہا تھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس کے لئے جنت میں گھر لے لیا ہے۔ اگر وہ اس پر راضی ہوگا تو ٹھیک ورنہ میں اسے دس ہزار درہم واپس دے دوں گا۔

پھر جب وہ واپس لوٹا تو پوچھا اے ابومحمد! کیا آپ نے گھر خریدا؟ حضرت

حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا ہاں۔اس گھر میں باغات،نہریں اور پھل بھی ہیں۔وہ شخص بہت خوش ہوا اور کہنے لگا۔جلدی بتائیے وہ گھر کہاں ہے؟ میں اس میں رہنا چاہتا ہوں۔حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔وہ گھر میں نے اللہ تعالیٰ سے جنت میں خریدا ہے۔

محترم حضرات! یہاں میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس شخص کی جگہ آج کا کوئی مسلمان ہوتا تو کہتا مولانا صاحب! جنت کس نے دیکھی ہے؟ مجھے میرے دس ہزار درہم واپس کرو اور اگر بالفرض وہ مان بھی لیتا تو اس کی بیوی اور گھر والے کہتے اجی آپ عجیب آدمی ہیں، اس طرح جنت میں مکانات ملتے ہیں، جاؤ جاؤ! اپنی رقم واپس لے آؤ مگر سبحان اللہ! اس شخص کا عقیدہ اور ایمان کتنا پختہ تھا اور اس کی بیوی بھی کس قدر غیب پر ایمان رکھتی تھی۔ سنئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے جب اس نے سنا کہ میرا مکان جنت میں ہے تو اس کی خوشی اور بڑھ گئی۔اس نے گھر جا کر اپنی بیوی کو بتایا تو بیوی کہنے لگی کہ اے میرے سرتاج! حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔تم ان سے ضمانت لکھوالو(کہ جنت میں گھر پکا ہے)

وہ شخص حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے پاس لکھوانے کے لئے پہنچا۔

آپ نے قلم اٹھایا اور کاغذ پر لکھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ جو گھر حبیب عجمی نے دس ہزار درہم میں اللہ تعالیٰ سے فلاں بن فلاں کے لئے خریدا ہے، اس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

وہ شخص یہ رقعہ لے کر چلا گیا اور وصیت کی کہ یہ رقعہ میرے کفن میں رکھ دینا کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کا انتقال ہوا تو وصیت کے مطابق وہ رقعہ اس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے دن صبح جب لوگ اس شخص کی قبر پر آئے تو کیا دیکھا کہ قبر پر ایک پرچہ رکھا ہوا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حبیب عجمی نے جو گھر میرے لئے جنت میں خریدا تھا، وہ مجھے مل گیا۔

☆ قبر کی گرمی سے بچاؤ کا ذریعہ:

الترغیب والترہیب میں حدیث نمبر 28 نقل ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے اور بلا شبہ ہر مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔

محترم حضرات! ذرا سوچیں...... ہم اگر کسی گھر میں رہنے جاتے ہیں تو وہاں گرمی سے بچاؤ کے لئے پنکھا، کھڑکی اور ایئر کنڈیشن تک کا اہتمام کرتے ہیں

تاکہ نئے گھر میں گرمی نہ لگے۔مومن کا اصلی گھر قبر ہے جس میں اسے نہ جانے کتنے برس رہنا ہوگا۔اگر وہاں گرمی سے بچنے کی کوئی صورت ہے تو وہ صرف اور صرف صدقہ ہے۔

☆بندہ کے صرف تین مال ہیں:

صحیح مسلم کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2959 نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے۔میرا مال میرا مال حالانکہ اس کے مال صرف تین ہیں جو کھا کر ختم کردے، یا پہن کر گلا دے، یا دے کر جمع کردے جوان کے علاوہ ہے، وہ تو جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لئے چھوڑتا ہے۔

☆جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ:

ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ وہ جہنم کے عذاب سے بچ جائے کیونکہ جہنم کی آگ بہت شدید ہے دنیا کی آگ بھی جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ اگر جہنم کو سوئی کے ناکہ کے برابر کھول دیا جائے تو دنیا والے اس کی تپش و بدبو سے ہلاک ہوجائیں۔

اللہ تعالٰی کی پناہ!اس قدر دہشت ناک اور وحشت ناک وادی ہمیں بھی اس

سے دن رات پناہ مانگنی چاہئے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے اس سے بچاؤ کا ذریعہ ہمیں بتایا ہے چنانچہ شعب الایمان میں حدیث نمبر 3355 پر نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا صدقہ دیا کرو، بے شک صدقہ تمہارے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ سے تجارت:

نزہۃ المجالس تیسری جلد صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازار بیچنے نکلے تا کہ اس کی قیمت سے کچھ کھانا لیا جا سکے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے ازار کو چھ درہم میں بیچا۔ راستے میں سائل نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: آپ نے وہ چھ درہم سائل کو دے دیئے۔

تھوڑا آگے گئے تو ایک اعرابی اونٹنی لئے آ رہا تھا۔ آپ کے قریب آ کر کہنے لگا۔ اے ابوالحسن! کیا یہ اونٹنی خریدو گے؟ آپ نے کہا میرے پاس رقم نہیں ہے۔ اعرابی نے کہا ادھار لے لیجئے۔ آپ نے وہ اونٹنی سو درہم میں ادھار خرید لی۔ پھر تھوڑا آگے تشریف لے گئے۔ دوسرا شخص ملا اور اس نے کہا اے ابوالحسن! یہ اونٹنی بیچو گے۔ آپ نے فرمایا میں نے سو درہم میں خریدی ہے۔ اس شخص نے کہا میں آپ کو ایک سو ساٹھ درہم دوں گا۔ مجھے بیچ دو۔ آپ نے ایک

سو ساٹھ درہم میں بیچ دی۔ پھر تھوڑا آگے وہی اعرابی ملا۔ اس نے آپ سے پوچھا کیا اونٹنی بیچ دی۔ آپ نے کہا ہاں بیچ دی۔ اس اعرابی نے کہا مجھے میرے سو درہم دے دو۔ آپ نے سو درہم اسے دے دیئے اور ساٹھ درہم لے کر گھر لوٹے۔ گھر پہنچتے ہی سیدہ خاتون جنت نے پوچھا۔ آپ کے پاس یہ ساٹھ درہم کہاں سے آئے؟ فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تجارت کرلی۔ تمہاری ازار کے چھ درہم میں نے اللہ کی راہ میں دیئے جس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ساٹھ درہم عطا فرمائے۔ اس کے بعد مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تمہیں اونٹنی بیچنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور خریدنے والے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے (اور سنو) یہ وہی اونٹنی تھی جس پر (میری بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا بروز قیامت سوار ہوں گی۔

محترم حضرات! ہمارے آقا و مولا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں سکھا گئے کہ جب کوئی تنگی ہو تو اپنے رب سے تجارت کرلو۔ وہ تمہیں ایک کے بدلے کبھی دس گنا، کبھی ستر گنا اور کبھی سات سو گنا عطا فرمائے گا اور اگر خرچ کرنے والے کا اخلاص اعلیٰ درجے کا ہوگا تو رب تعالیٰ تمہارے ذرہ برابر صدقہ کو پالے گا اور پال کر اسے پہاڑوں کی مانند فرما دے گا اور جب تم کو محشر میں نیکیوں کی ضرورت

ہوگی تو تمہیں پہاڑوں کے برابر اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

معلوم ہوا کہ راہ خدا میں دیا گیا صدقہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ کبھی اس کا نعم البدل مال ہی کی صورت میں اسی وقت مل جاتا ہے، کبھی بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ کبھی مشکلات دور ہو جاتی ہیں، کبھی عمر میں برکت ہو جاتی ہے اور کبھی آخرت میں ڈھیروں اجر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے راہ میں خوب خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مطالعہ کی اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمدوصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فاطر سے 28ویں آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! علم روشنی ہے، علم ایک ایسی دولت ہے جو خرچ کرنے سے

بڑھتی ہے، کم نہیں ہوتی۔ دولت کی بندہ حفاظت کرتا ہے جبکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ دولت گھمنڈ اور غرور پیدا کرتا ہے جبکہ علم عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے۔ علم بندے کو حق تعالیٰ کے قریب کرتا ہے اور رب کی معرفت پیدا کرتا ہے۔

دو ذرائع ایسے ہیں جن سے ہم علم حاصل کر سکتے ہیں۔ پہلا ذریعہ استاد ہے اور دوسرا ذریعہ کتاب ہے۔ استاد ہر وقت آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا مگر کتاب ہر وقت انسان کے ساتھ رہتی ہے۔ قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے۔ بہترین دوست ہے۔ مطالعہ ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو علم کا پہاڑ بنا دیتی ہے۔ مطالعہ کرنے والا کبھی اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرتا، مطالعہ بندے کو نکھار دیتا ہے۔

مگر افسوس کہ آج ہم نے مطالعہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مغربی دنیا نے کتابوں کے ساتھ دلچسپی اور مطالعہ کے ذوق کو اتنا فروغ دیا ہے کہ وہاں کا ہر شہری با آسانی کتاب پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اسکول پڑھنے والے بچوں کو پرائمری لیول سے ہی کتاب پڑھنے کی عادت ڈال دی جاتی ہے۔

تعلیم و تربیت کا انداز اس طرح اپنایا گیا ہے کہ بچوں میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کا شوق اور تخلیقی صلاحیتیں پیدا ہو سکیں۔ عام طور پر لوگ اپنے سفر میں کتابیں ساتھ رکھتے ہیں اور جہاں موقع پاتے ہیں، کتاب کھول کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ گھر کا ماہانہ بجٹ بناتے ہوئے ایک نہ ایک کتاب ضرور شامل کی

جاتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں اب مغرب میں چھپتی ہیں اور پڑھی بھی وہیں جاتی ہیں۔ کتابوں کے بڑے بڑے مکتبے اور لائبریریاں جگہ جگہ موجود ہیں۔ جن سے روزانہ لاکھوں لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ کتابیں پڑھنے، لکھنے اور ذخیرہ کرنے کا شوق کبھی مسلمانوں کی پہچان ہوا کرتا تھا مگر افسوس کہ اب ہماری نسلوں کے شوق بدل گئے۔ اب ہمارے بچوں کے ہاتھوں میں کتابوں کے علاوہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اب ہمارے بچے لائبریری اور کتابوں کی دنیا میں نظر نہیں آتے۔ اس کے علاوہ ہر جگہ نظر آتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آج ہماری بڑی بڑی آبادیاں اور شہر لائبریریوں اور کتب خانوں سے خالی پڑے ہیں جبکہ مغربی دنیا اور تمام ترقی یافتہ ممالک میں چپے چپے پر کتب خانے قائم ہیں۔ ان کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بلا مبالغہ کروڑوں کتابیں رکھی ہوئی ہیں ذیل میں چند لائبریریوں کا حال لکھا جاتا ہے جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج دنیا ہم سے کتنی آگے جا چکی ہے۔

دنیا کی چند بڑی لائبریریاں:

1۔ واشنگٹن ڈی سی کی کانگریس لائبریری، (Library of Congress)

یہ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔ اس لائبریری کا سالانہ بجٹ 613 ملین ڈالر (6ارب تیرہ کروڑ ڈالر) ہے۔اس میں 30 ملین یعنی 3 کروڑ کتابیں موجود ہیں اور روزانہ دس ہزار کتابوں کا اضافہ ہوتا ہے۔

2۔چین کی نیشنل لائبریری (National Library of China)

دنیا کی دوسری بڑی لائبریری ہے جس میں 27 ملین یعنی 2 کروڑ 70 لاکھ کتابیں موجود ہیں۔ یہ لائبریری بیجنگ (چین) میں واقع ہے۔ چین اگرچہ مشرق میں واقع ہے لیکن ترقی کی دوڑ میں مغرب کا ہمسفر ہے۔چین میں 21 صوبے ہیں اور ہر صوبے میں ایک بڑی لائبریری موجود ہے۔

3۔روس کی اسٹیٹ لائبریری (Russian State Library)

اس لائبریری میں 24.2 ملین کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔

4۔ جرمنی کی نیشنل لائبریری (National Library of Germany)

اس لائبریری میں 17 ملین کتابیں پائی جاتی ہیں۔

5۔ فرانس کی نیشنل لائبریری (National Library of France)

اس لائبریری میں 15.8 ملین کتابیں موجود ہیں۔

علامہ اقبال یہ ہی سب کچھ دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

بلاشبہ مسلم اسلاف کی لاکھوں کتابیں اور قلمی نسخے بھی آج مغرب کی لائبریریوں میں پڑے ہوئے ہیں مگر ان کی وارث کہلانے والی نسلیں کسی اور ہی دھن میں مگن ہو چکی ہیں۔

اسلاف کتابوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک لمحہ بھی کتاب ان سے جدا نہ ہوتی تھی، بغیر مطالعہ کے ان کو چین نہ آتا تھا۔ اب اسلاف کے کچھ واقعات بیان کئے جائیں گے۔

☆ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کوفی بغدادی علیہ الرحمہ بہت بڑے محدث اور امام تھے۔ رات میں بہت کم سوتے تھے۔ اپنے پاس چند کتابیں رکھتے ایک فن کی کتاب سے اکتاہٹ ہوتی تو دوسرے فن کی کتاب دیکھنے لگتے۔ اپنی نیند کو پانی سے دور کرتے اور فرماتے "نیند حرارت ہے"

☆ حضرت جاحظ علم کے بہت حریص تھے۔ ہاتھ میں جب کوئی کتاب آجاتی تو کیسی بھی کتاب ہو، شروع سے آخر تک اس کو پڑھ لیتے، حتیٰ کہ کاغذ

فروشوں کی دکانوں پر بھی کچھ ہاتھ آتا تو اسے بھی پڑھ لیتے اور کتب بینی میں رات گزار دیتے۔

☆ حضرت فتح بن خاقان سفر میں بھی مطالعہ کرتے۔ کسی کام کے لئے جاتے، جب تک باری نہ آتی، مطالعہ کرتے۔

☆ امام مسلم قشیری علیہ الرحمہ کو مجلس مذاکرہ کا رئیس بنایا گیا۔ ان کے سامنے ایک ایسی حدیث ذکر کی گئی جسے وہ نہیں جانتے تھے، وہ اپنے گھر واپس آئے، رات کا وقت تھا۔ ان کے لئے کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا۔ حدیث ڈھونڈتے جا رہے تھے اور کھجوریں اس میں سے کھائے جا رہے تھے۔ اسی طرح صبح ہو گئی اور کھجوریں ختم ہو گئیں۔ حدیث تو مل گئی مگر پورا ٹوکرا کھا جانے پر حیرت کے سبب ان کا وصال ہو گیا۔

☆ حضرت احمد بن یحییٰ شیبانی کوفی بغدادی علیہ الرحمہ نحو، لغت، ادب، حدیث اور قرأت کے ائمہ میں سے ایک تھے۔ آپ کو جب کوئی دعوت دیتا تو اس شرط پر قبول فرماتے کہ ان کے لئے ایسی کوئی چیز مہیا کی جائے جس پر مجلد کتابیں رکھ کر پڑھ سکیں۔

☆ حضرت ثعلب نحوی علیہ الرحمہ کے وصال کا سبب یہ ہوا کہ آپ جمعہ کے دن عصر کے بعد نکلے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جسے وہ راستہ میں دیکھتے

ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ایک گھوڑا ان سے ٹکرا گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑے، سر میں کافی چوٹ آئی۔ اسی حالت میں انہیں گھر لے جایا گیا اور دوسرے دن ان کا انتقال ہو گیا۔

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں خطیب بغدادی کے متعلق فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی اس حال میں چلتے کہ ان کے ساتھ ایک جزء ہوتا، جس کا وہ مطالعہ کرتے ہوئے چلتے۔

☆ امام ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ کی مناظرہ اور مذاکرہ سے زبان معطل ہو گئی اور مطالعہ سے آنکھ بھی معذور ہو گئی۔ مگر اس کے باوجود طلب علم کی حرص ان کے اندر بیس سال کے جوان جیسی تھی۔

☆ محدث کبیر حضرت عبید بن یعیش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے تیس سال تک رات کا کھانا نہیں کھایا۔ میری ہمشیرہ میرے منہ میں لقمہ ڈالتیں اور میں حدیث پڑھتا اور لکھتا۔

محترم حضرات! آپ نے ہمارے اکابرین کے مطالعہ کا ذوق و شوق سماعت کیا۔ کس قدر وہ علم سے محبت کرنے والے تھے۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے۔ ان کی سوچ یہ ہوتی تھی کہ ہماری ایک سانس بھی یوں ہی ضائع نہ ہو، بلکہ کارآمد بن جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے پاس علم دین کا ذخیرہ

موجود ہے۔

مگر افسوس! آج کا نوجوان مطالعہ سے بہت دور ہو چکا ہے۔ ہمارے مسلمانوں میں مطالعہ کا ذوق وشوق ختم ہو گیا۔ اگر کسی کو کتاب دی جائے تو سامنے سے جواب آتا ہے کہ ہمیں ٹائم ہی نہیں ملتا۔ دوسرا جواب یہ آتا ہے کہ کتاب گھر لے جائیں گے تو بے ادبی ہوگی۔ ابھی رہنے دیں اور یہی نوجوان گھنٹوں موبائل پر، واٹس اپ پر، فیس بک پر، یوٹیوب پر، انٹرنیٹ پر اور ٹیلی ویژن کی اسکرین کے سامنے بیٹھا ہوگا مگر علم دین حاصل کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔

علم دین حاصل نہ کرنے کا ہی وبال ہے، اپنے عقائد ونظریات کا علم حاصل نہ کرنے کا ہی وبال ہے کہ آج قوم بدعقیدگی اور گمراہیت کی طرف جا رہی ہے۔ ایمان کے ڈاکو ایمان چھین چھین کر لے جا رہے ہیں۔ اگر علم ہوتا تو کبھی یہ نوبت نہ آتی۔ اے مسلمانو! اب بھی وقت ہے، علم کی طرف آجاؤ، مطالعہ کی طرف آجاؤ تاکہ ہمارے ایمان کا تحفظ ہو جائے اور ہم بدعقیدگی اور گمراہیت سے بچ جائیں۔

عقائد، تفسیر، سیرت، فقہ، تصوف اور اصلاح پر مبنی ہمارے علماء کی ان کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔ ان کتب کے نام میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نوٹ کر لیجیے۔

☆عقائد:

جاء الحق از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

سعید الحق از علامہ سعید اللہ خان

☆تفسیر:

تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

صراط الجنان از مفتی محمد قاسم قادری عطاری

☆حدیث:

مراۃ المناجیح از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

☆فقہ:

بہار شریعت از مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

احکام شریعت از امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ

قانون شریعت از علامہ شمس الدین صاحب علیہ الرحمہ

☆سیرت:

سبل الہدیٰ والرشاد از علامہ محمد بن یوسف الصالحی

مواہب اللدنیہ از امام قسطلانی

شرح زرقانی شریف از علامہ زرقانی علیہ الرحمہ

مدارج النبوت از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

کتاب الشفاء از امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ

جذب القلوب از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

وفا الوفاء امام سمھودی علیہ الرحمہ

الوفاء از امام ابن جوزی علیہ الرحمہ

☆تصوف:

کشف المحجوب از حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ

الابریز ملفوظات عبدالعزیز دباغ، شیخ احمد بن مبارک مالکی

رسالہ قشیریہ از امام عبدالکریم ہوازن قشیری علیہ الرحمہ

☆اصلاح:

کیمیائے سعادت، احیاء العلوم

مکاشفۃ القلوب از امام غزالی علیہ الرحمہ

منہاج العابدین

محترم حضرات! کتابوں کے نام آپ نے سماعت فرمائے۔ تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر کے ان کتابوں کو خریدیئے اور روزانہ پابندی کے ساتھ صرف کم از کم پندرہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ پینتالیس منٹ ان کتابوں کا مطالعہ کریں پھر ایک ماہ میں آپ اپنے اندر تبدیلی محسوس کریں گے اور علم کا خزانہ آپ کے سینے میں داخل ہو چکا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مطالعہ کا خوب ذوق وشوق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

خوابوں کی حقیقت
اور اس کا علم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَعَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یوسف سے آیت نمبر 101 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار علوم عطا فرمائے ہیں۔انہیں علوم میں ایک علم خوابوں کی تعبیر کا علم ہے جو کہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔کائنات میں خوابوں کی سب سے شاندار تعبیر بتانے والے سرور کونین ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام شاندار تعبیر بتانے والے ہیں۔

علم تعبیر کے موجد حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔جن کو سب سے پہلے یہ علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا۔انہوں نے اس کو دنیا میں رائج کیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

القران: وَكَذٰلِكَ يَجۡتَبِيۡكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ

ترجمہ: اے یوسف! اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ بنالے گا اور تجھے علم تعبیر عطا فرمائے گا۔(سورۂ یوسف آیت نمبر 6)

اس آیت میں یوسف علیہ السلام سے علم تعبیر خواب عطا فرمانے کا وعدہ کیا گیا پھر وہ وعدہ پورا بھی کر دیا گیا چنانچہ سورۂ یوسف آیت نمبر 101 میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: رَبِّ قَدۡ اٰتَيۡتَنِىۡ مِنَ الۡمُلۡكِ وَعَلَّمۡتَنِىۡ مِنۡ

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

ترجمہ: اے پروردگار! تو نے مجھے سلطنت بھی عطا فرمائی اور علم تعبیر بھی عطا فرمایا ہے۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر:

حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل کے دوساتھیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں۔ ان روٹیوں کو پرندے کھاتے جاتے ہیں۔

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اے میرے جیل کے دونوں رفیقو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا عزیز مصر کا ساقی شراب ہوگا اور دوسرے کو سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کے سر کو (نوچ نوچ کر) کھا جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک جیل خانہ سے رہا ہو کہ عزیز مصر کا ساقی بن گیا اور دوسرے کو کسی جرم میں پھانسی ہوگئی۔

آپ علیہ السلام کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے شاندار تعبیر بتانے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جن سے خود محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر

پوچھا کرتے تھے۔

☆امام ابن حجر علیہ الرحمہ صواعق المحرقہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔اے ابوبکر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ خواب کی تعبیر سمجھنے میں سب سے بہتر ہیں۔

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 105 پر نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں اور آپ ایک مقام کی طرف سبقت کر رہے ہیں اور میں اڑھائی سیڑھیاں آپ سے آگے ہوں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! آپ کا وصال ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت اور مغفرت میں لے لے گا اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 105 پر نقل ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سیاہ بکریوں میں دیکھا پھر میں نے ان کے پیچھے سفید بکریوں کو اس کثرت سے پایا کہ سیاہ بکریاں نظر ہی نہ آتی تھی۔اس خواب کو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! سیاہ بکریوں سے مراد عرب میں جو بکثرت مسلمان ہوں گے اور سفید

بکریوں سے مراد عجمی لوگ ہیں۔ وہ اس کثرت سے مسلمان ہوں گے کہ عرب ان میں نظر بھی نہ آئیں گے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ فرشتۂ سحر نے بھی اس کی یہی تعبیر کی ہے۔

تابعین میں سب سے شاندار تعبیر بتانے والے اور خوابوں کی تعبیر کا علم رکھنے والے حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ تھے۔ آپ کے بعد آج تک خوابوں کی تعبیر بتانے والے آپ کے جیسے کوئی عالم نہیں گزرے۔

حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ، حضور ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کی والدہ حضرت صفیہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں۔ ایک عرصہ تک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کاتب (پرائیویٹ سیکریٹری) کی حیثیت سے نہایت اعلیٰ خدمات انجام دیتے رہے۔

☆امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کا علمی مقام:

ایک شخص امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا اور آکر عرض کرنے لگا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں زیتون کے درخت میں زیتون کا تیل ڈال رہا ہوں۔

اگر ہم اور آپ جیسا آدمی یہ خواب سنے تو کہے کہ واہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ زیتون کا درخت اور تیل تو نے دیکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

مگر جب یہ خواب امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے سنا تو فرمانے لگے۔ اے شخص جو تیرے گھر میں تیری بیوی ہے۔ وہ اصل میں تیری ماں ہے۔ یہ سن کر وہ فوراً گھر گیا اور اپنی بیوی سے اس کے ماضی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس شوہر سے میرا ایک بیٹا تھا۔ میرا بیٹا چند ہی مہینوں کا تھا کہ ہمارے شہر ہنگامے پھوٹنے کی وجہ سے بھگدڑ مچی۔ بھگدڑ میں میرا بیٹا مجھ سے بچھڑ گیا۔ آج اس کو کئی برس ہو چکے ہیں۔ بالآخر ثابت ہوا کہ یہی عورت اس کی ماں تھی۔

☆ایک مرتبہ ایک شخص آپ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنا خواب سنایا کہ میں چڑیوں کو ذبح کر کر کے کنویں میں ڈال رہا ہوں۔ آپ علیہ الرحمہ نے تعبیر بتاتے ہوئے فرمایا کہ تو قاتل ہے۔ بالآخر اس نے قبول کر لیا۔ آپ نے اسے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔

☆سچا خواب:

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مومن کا) سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

☆اچھے اور برے خواب:

بخاری ومسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے۔ بس جب کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے صرف اس شخص سے بیان کرے جس سے محبت واعتقاد ہے اور جب برا خواب دیکھے تو حق تعالیٰ سے اس خواب کے شر اور شیطان کے فتنہ سے پناہ مانگے اور یہ بھی مناسب ہے کہ بقصد دفع شیطان تین بار تھتکارے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ اس حالت میں برا خواب کوئی ضرر نہ دے گا۔

امام مسلم علیہ الرحمہ مسلم شریف میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تف کر کے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اس کروٹ کو بدل ڈالے جس پر خواب دیکھنے کے وقت پڑا تھا۔

☆خواب کس سے بیان کیا جائے؟

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنا خواب دوست یا عالم کے سوا کسی سے نہ کہو۔

☆خواب کن لوگوں سے بیان نہ کیا جائے؟

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار قسم کے لوگوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھی جائے۔

1۔ بے دین اور بد مذہب سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

2۔ جاہلوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

3۔ عورتوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

4۔ دشمنوں سے خواب کی تعبیر نہ پوچھو۔

☆حضور ﷺ فجر کے بعد تعبیر بتاتے:

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نماز صبح کے بعد عموماً صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کس کس نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور حضرت مخبر صادق ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے اس بات کا استحباب ہوتا ہے کہ امام مسجد نماز صبح کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوا کرے اور ان کے خواب سن کر تعبیریں بتائے کیونکہ شروع دن میں انسان ذہنی طور پر سکون میں ہوتا ہے، اس کے بعد فکر معاش اس کا ذہن پریشان کر دیتی ہے۔

☆ شیطان خواب میں حضور ﷺ کی صورت میں نہیں آ سکتا:

بخاری اور مسلم دونوں میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

شارحین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ اختیار دیا ہی نہیں کہ وہ اس کے محبوب ﷺ کی صورت اختیار کر کے انسانوں کو دھوکہ دے اور انہیں گمراہ کرے۔

☆ شیطان خواب میں کون کون سی شکل بن کر نہیں آ سکتا:

حضرت امام جابر مغربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان تمام خوابوں میں

خواہ مخواہ دخل دیا کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ، پیغمبروں، فرشتوں، آسمان، سورج، چانداور ستاروں کی مانند شکل اختیار نہیں کرسکتا کیونکہ اگر اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت حاصل ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو ان چیزوں کے مانند بنا کر ظاہر کرسکتا تو تمام مخلوقات کے درمیان فتنہ اور گمراہی پھیلا دیتا کیونکہ اس طرح کبھی تو وہ اپنے آپ کو خدا کی صورت میں ظاہر کرتا اور صاحب خواب کو کہتا کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ میں نے تیرے سب گناہ معاف کردیئے ہیں اور تجھ کو بخش دیا ہے اورکئی ایک ایسی باتیں کہتا جن سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کردیتا۔

☆خواب کچھ، تعبیر کچھ:

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں نقل فرمایا: نبی پاک ﷺ کی چچی جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا ایک دن بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا ہے۔ خواب بیان کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے بار بار دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ (مسکرائے اور) فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل کی گود میں دیئے گئے۔

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ کا خواب:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے خواب دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے پنکھا جھل کر مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ امام بخاری علیہ الرحمہ، رسول محتشم ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی باتوں کو دور کریں گے۔ اس تعبیر کے بعد امام بخاری نے احادیث صحیحہ جمع کرنے کا پختہ عزم کرلیا (مرقات المفاتیح جلد اول، صفحہ نمبر 13)

☆ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر ''قل ھو اللہ احد'' لکھا ہوا ہے۔ آپ نے گھر والوں کو خواب سنایا تو گھر والے بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خواب حضرت سعید بن مسیب

رضی اللہ عنہ کو سنایا تو حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے صرف چند دن باقی ہیں۔

اس خواب کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا جس کے چند دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ خواب کچھ ہوتا ہے اور اس کی تعبیر کچھ اور ہوتی ہے۔ یہ ایک حیرت کی بات ہے مثلاً خواب میں دودھ دیکھنے کی تعبیر علم ہے، پاخانہ دیکھنے کی تعبیر دولت ہے۔ آگ دیکھنے کی تعبیر غم ہے۔ اپنے آپ کو مردہ دیکھنے کی تعبیر درازی عمر ہے۔ اپنے آپ کو روتا دیکھنے کی تعبیر خوشیوں کا ملنا ہے۔ سانپ دیکھنے کی تعبیر دشمن ہے پھر یہ کہ اگر بستر پر جاتے وقت سونے سے پہلے اس کا ذہن منتشر ہے تو اسے خواب میں لڑائی جھگڑے نظر آئیں گے۔ اگر پیٹ میں تکلیف ہے اور سو گیا تو مختلف خواب نظر آئیں گے۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحیٔ الٰہی ہوتے ہیں:

ہمارے خواب اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب میں بہت فرق ہے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام ہمارے جیسے نہیں ہوتے۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی ہمارے خواب جیسے نہیں ہوتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں، انہیں خواب کے ذریعے وحی کی جاتی ہے۔ مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کوخواب کے ذریعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کوقربانی کرنے کاحکم دیا گیا۔ بخاری شریف کتاب الوحی حدیث نمبر 3 میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ پر سب سے پہلے وحی کی جو ابتداء کی گئی، وہ نیند میں (دکھائے گئے) سچے خواب تھے۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے تھے، روشن صبح کی مثل اس کی تعبیر آ جاتی تھی۔

لہذا معلوم ہوا کہ ہمارے خواب اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب میں بہت فرق ہے۔ ان کے خواب ہم جیسے نہیں ہوتے۔

☆ رات میں الگ تعبیر، دن میں الگ تعبیر:

حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خواب وقت کے لحاظ سے بدلتا ہے۔ اگر کوئی شخص رات کوخواب دیکھے کہ پل یا راستے پر بیٹھا ہے۔ اس کو اس کے کام میں تھوڑا نفع ہوگا اور اگر یہی خواب دن کو دیکھے تو وہ اپنی عورت کو طلاق دے گا۔

اگر رات کوخواب میں دیکھا ہے کہ مرغ نے کتے کو پکڑا ہے تو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو کسی نادان سے واسطہ پڑے گا اور اگر یہی خواب دن کو دیکھے گا تو بیمار ہوگا۔

محترم حضرات! خوابوں کے متعلق آپ کے سامنے مختصر بیان کیا تا کہ کچھ

معلومات آپ تک پہنچ جائے، مجھے امید ہے کہ آپ کو ضرور کچھ سیکھنے کو ملا ہوگا
اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ